ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رابا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

(خلافت نمبر)

جلد ۲۰ ہفت روزہ بدر قادیان شمارہ ۲۰

۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ | ۲۰ ہجرت ۱۳۵۰ ہش | ۲۰ مئی ۱۹۷۱ء

# جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا قیام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال آج سے ۶۳ سال پہلے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بوقت ساڑھے دس بجے صبح بمقام لاہور ہوا۔ اسی روز شام کی گاڑی سے جنازہ بٹالہ پہونچایا گیا جہاں سے راتوں رات روانہ ہو کر مخلص دوستوں نے اپنے کندھوں پر اُسے صبح کی نماز کے قریب بارہ میل کا پیدل سفر کر کے قادیان پہونچایا۔ مقبرہ بہشتی کے متصل بڑے باغ میں جنازہ رکھا گیا۔ حاضر الوقت احباب نے زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اور پھر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قریباً بارہ سو احمدیوں کی موجودگی میں جن میں ایک کافی بڑی تعداد باہر کے مقامات سے آئی ہوئی تھی حضرت مولانا نور الدین صاحب بھیروی رضؓ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دسمبر ۱۹۰۷ء کا الہام "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" پورا ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت جماعت کے ایک ایسے کامل اتحاد اور پورے اتفاق کے ساتھ ہوئی کہ ایک منفرد آواز بھی خلاف نہیں اٹھی۔ نہ صرف افرادِ جماعت نے اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کی خلافت کو تسلیم کیا بلکہ صدر انجمن احمدیہ نے بھی ایک متفقہ فیصلہ کے ماتحت اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ منتخب کیا گیا ہے۔ اور ساری جماعت کو آپ کی بیعت کرنی چاہیئے۔ صدر انجمن احمدیہ کا مذکورہ اعلان جناب خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ان الفاظ میں شائع ہوا:-

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپؑ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان۔ اقربا حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جن کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ........"

آخر میں لکھا:-

"یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمتِ بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔"

بہت سے وسوسے اختلاف کے رنگ میں جو اس وقت غیر مبائعین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اس خط کے ذریعہ ان میں سے بیشتر کا بخوبی ازالہ ہو جاتا ہے۔ دیگر باتوں کو چھوڑتے ہوئے جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضور کے جانشین کا تعلق ہے۔ یہ خط اور اعلان گویا ایسی دستاویز کی پوزیشن رکھتا ہے جس سے ساری بات کھُل کر سامنے آجاتی ہے۔ مثلاً اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا گیا۔ اور اسی حیثیت سے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو یہ سب کارگزاری ——— اوّل:- حضور علیہ السلام کے رسالہ الوصیت میں مندرجہ حضور کے وصایا کے عین مطابق عمل میں آئی ——— دوم:- یہ فیصلہ اور تعمیل معتمدین صدر انجمن احمدیہ کے غور و فکر اور مشورہ کے بعد ہوئی ——— سوم:- اس فیصلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقربا کا مشورہ بھی فیصلہ کن حیثیت سے شامل تھا۔ اسی لئے تو خصوصیت سے اعلان اور خط میں اس کا ذکر کیا گیا ہے ——— چہارم:- حضرت ام المومنین کی اجازت اور منشاء بھی واضح رنگ میں معلوم کیا گیا اور اسی کے مطابق حاضر الوقت کثیر التعداد افرادِ جماعت نے بھی مشورہ دیا۔ ——— پنجم:- جملہ احباب جماعت کے لئے خواہ وہ پُرانے احمدی ہوں یا نئے سرے سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والے ہوں، ضروری سمجھا گیا کہ بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں ——— اب ان باتوں کا غیر مبائعین کے پاس سوائے اِدھر اُدھر کی باتوں کے کوئی معقول جواب نہیں۔ جناب خواجہ صاحب کا یہ اعلان اور خط اُس وقت کا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا صدمہ دلوں میں بالکل تازہ تھا۔ اور دل کا آئینہ بالکل صاف تھا۔ اس پر کسی طرح کی بیرونی میل جمنے نہ پائی تھی۔ اور سب افرادِ جماعت کی آنکھیں اصل حقیقت اور امر واقعی کو اچھی طرح دیکھ رہی تھیں۔ ابھی وسوسہ اندازی کے پردے بعض کی آنکھوں کے سامنے حائل نہیں ہوئے تھے۔ اسی لئے تو ان سب کو رسالہ الوصیت میں وہ سب کچھ نظر آگیا جس سے اب صاف انکار کیا جا رہا ہے۔

ماسوا اس کے رسالہ الوصیت میں جو کچھ وصایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ضمن میں درج ہے وہ وقتی بات نہ تھی بلکہ حضور کی جماعت کے لئے ایک مستقل ہدایت ہے۔ اور جو کوئی اس سے انحراف کرتا ہے وہ خود غور کرلے کہ کہاں تک اُس نے حضورؑ کے وصایا کا احترام کیا ——— !!

جب ہم رسالہ الوصیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سے ناقابلِ تردید حد تک اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت ہی صحیح جانشین ہے نہ کہ کوئی انجمن یا ادارہ جیسا کہ غیر مبائعین وسوسہ اندازی کے رنگ میں حضورؑ کی وفات کے چھ سال بعد سے پیش کرنے لگے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ رسالہ الوصیت میں مندرجہ حضورؑ کی اس وصیت پر گفتگو کریں جو حضورؑ کی وفات کے بعد خلافت کو اپنا جانشین قرار دینے سے متعلق ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے چند سال قبل خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہامات اس بات کی خبر دی کہ آپؑ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اس خبر کو سُن کر آپؑ سے محبت و عقیدت رکھنے والے سبھی افراد کا دلگیر اور غمگین ہو جانا لازمی امر تھا۔ اس لئے رسالہ الوصیت کے آغاز میں حضورؑ نے اپنی وفات سے متعلق الہامات درج کرنے کے بعد احبابِ جماعت کو تسلی دی کہ جو روحانی سلسلہ آپؑ کے ذریعہ جاری ہوا وہ بدستور جاری رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ ہر طرح اس کا ہر طرح حافظ و ناصر ہے۔ جماعت کی نگاہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی قدرت پر ہونی چاہیئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضورؑ نے خدا تعالیٰ کی سُنّتِ قدیمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

"(خدا تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے ........ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے ..... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔"

دیکھئے حضورؑ نے کس طرح خدا تعالیٰ کی دوسری قدرت کے ظاہر ہونے سے نبی کے بعد خلافت کے قیام کو مراد لیا ہے اور آگے چل کر سورت نور کی آیتِ استخلاف نقل کر کے اس کی تشریح بھی فرمائی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے معاً بعد حضورؑ نے اپنی جماعت کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے صراحتاً فرمایا:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دِل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

اس حصۂ عبارت سے ظاہر ہے کہ حضور نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور سے خلافت کا سلسلہ ہی مُراد لیا ہے۔ جو حضورؑ کی وفات کے بعد شروع ہونے والا تھا۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

## اَخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۷ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں تازہ ترین آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ ——— ۱۱ ہجرت۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو چکروں کی ہلکی تکلیف ہو گئی ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے الحمد للہ ——— ۱۲ ہجرت۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ ——— احباب التزام سے دُعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو ہمیشہ صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور اہم مہماتِ دینیہ میں فائز المرام فرماتا رہے اور اس کا فضل ہر آن شاملِ حال رہے۔ آمین۔

قادیان ۱۷ ہجرت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ، مع بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ، مرزا وسیم احمد صاحب اور حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع اہل و عیال تاحال سفر سے واپس تشریف نہیں لائے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت قادیان واپس لائے۔ آمین۔

تبرکات

# میں خُدا کی ایک مجسم قدرت ہوں

اور

# میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دُوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

## کلمات طیبات حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔[1] اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حُجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ انکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابُود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خُدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزلِ مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہُوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہُوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خُدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہُوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دُوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔"

(الوصیۃ صفحہ ۷، ۸)

[1] (ترجمہ) خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ

# خُدا کے مامُور کا وعدہ اور مشاہدہ ہے

کہ

# اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا

## اقتباس از خطبہ عید الفطر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہُ تعالیٰ عنہُ

فرمُودہ ۱۶ / اکتوبر ۱۹۰۹ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان

کلمۂ شہادت اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کو بعض ضروری اُمور کی طرف توجہ دلائی بعدہٗ سورۃ فاتحہ کی نہایت پُر معارف اور بصیرت افروز تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

**سُورہ فاتحہ** اس قدر تمہید کے بعد مَیں سورہ فاتحہ کی طرف تم لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تین فرقوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک انعمت علیہم (۲) ایک مغضوب علیہم۔ (۳) ایک ضالین۔ میرا اعتقاد ہے کہ تمام قرآن سورۂ الحمد کی تفسیر ہے۔ اور اس میں ایک خاص ترتیب سے انہی تینوں گروہوں کا ذکر ہے چنانچہ سورہ بقرہی کو لو کہ ھُدًی لِلّمتّقین میں منعم علیہم کا ذکر ہے۔ انّ الّذین کفروا میں مغضوب علیہم کا اور اُولٰئک الّذین اشتروا الضلالۃ بالھُدٰی میں ضالین کا۔

**خاتمہ قرآن** یہ ابتدا کا حال ہے اب جہاں قرآن ختم ہوتا ہے وہاں سورۂ نصر اذا جاء نصر اللہ والفتح میں منعم علیہم کا بیان ہے اور تبّت یدا ابی لھب میں مغضوب علیہم کا اور ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد میں ضالون کی تردید ہے۔ اس واسطے ہم کو چاہیئے کہ بہت فکر کریں اور اپنا آپ محاسبہ کریں۔ اپنے اعمال کو دیکھیں کہ ہم کس فریق کے کام کر رہے ہیں۔ آیا منعم علیہم کے یا مغضوب علیہم کے یا ضالین کے۔

**کچھ اپنی حالت کا ذکر** مَیں جو کچھ تمہیں کہتا ہوں صاف صاف کہتا ہوں۔ مَیں منافق نہیں۔ جو کچھ میری عمر ہے وہ آجکل کی عمروں کے مطابق انتہائی زمانہ ہے۔ ستّر برس سے تجاوز ہے اب اتنی عمر مجھے اور پانے کی امید نہیں۔ اور اگر ہو بھی تو یرد الیٰ ارذل العمر کی مصداق ہے پھر وہ قویٰ نہیں مل سکتے جو پہلے تھے پھر میری اولاد ایسی نہیں جو میری خدمت کرے اور مجھے بھی اس بات کی فکر نہیں کہ میری اولاد میرے بعد کس طرح اپنا گذارہ کرے گی۔ کیونکہ جب مَیں نے اپنے باپ دادا کے مال سے پرورش نہیں پائی تو مَیں بڑا مشرک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت مَیں یہ خیال کروں کہ ان کا گذارہ میرے مال پر موقوف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاھم۔ جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکر ہے۔ پس اگر مجھے فکر ہے تو یہ کہ قبر اور قیامت میں میرے ساتھ جانیوالا کوئی نہیں۔ پس مَیں تم کو وعظ کرتا ہوں کیا اپنے تئیں بُھلا دوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

**منعم علیہ** تم ان تین گروہوں کے اوصاف پر غور کرو منعم علیہم گروہ کے لئے سب سے پہلی صفت بیان کرتا ہے کہ یؤمنون بالغیب۔ ایمان بالغیب ایسا ضروری ہے کہ دنیا کا کوئی کام اس کے بغیر نہیں ہوتا۔ پہاڑ، ساحت۔ اقلیدس، طبعیات سب کے لئے فرضی بنیاد پر کام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پولیس بھی ایک بدمعاش کے کہنے پر بعض مکانوں کی تلاشی شروع کر دیتی ہے تو کیا وجہ کہ انبیاء کے کہنے پر کوئی کام نہ کیا جائے جس کا تجربہ بارہا کئی جماعتیں کر چکی ہیں۔ پھر فرمایا یقیمون الصلوٰۃ دعاؤں میں نمازوں میں قائم رہتے ہیں وہ مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ بما انزل الیک اور من قبلک اور آخرۃ پر ان کا ایمان ہوتا ہے۔

**دوسرا گروہ** پھر دوسرے گروہ کی صفات بیان کیں کہ ان کے لئے تذکیر و عدم تذکیر مساوات کا رنگ رکھتی ہے۔ وہ سُنتے ہوئے نہیں سنتے۔ ان میں عاقبت اندیشی نہیں ہوتی صمٌّ بکمٌ ہوتے ہیں۔ پھر انہی کی نسبت اخیر قرآن میں فرمایا کہ ایسے لوگوں کو ماکسب یعنی جتھا اور مال دونوں پر بڑا گھمنڈ ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ دونوں کو غارت کر دیتا ہے۔

**منافقین** پھر تیسرے گروہ ضالون کا ذکر فرمایا کہ ان کو صفاتِ الٰہی کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اور ان میں نہ تو قوتِ فیصلہ ہوتی ہے نہ تاب مقابلہ۔ قرآن شریف کے ابتدا کو آخر سے ایک نسبت ہے۔ پہلے مفلحون فرمایا ہے تو اذا جاء نصر اللہ والفتح میں اس کی تفسیر کر دی۔ اور مغضوب علیہم کی تبّت یدا ابی لھب میں اور ضالین کا رد قل ھو اللہ احد میں کر دیا ہے غرض عجیب ترتیب سے ان تینوں گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کی صفات بیان کرکے مَیں تمہیں مکرر نصیحت کرتا ہوں کہ تم سوچو منعم علیہم میں سے ہو یا مغضوب علیہم میں یا ان لوگوں میں جن کو ضالین کہا گیا ہے۔

**خدا پر توکّل** مَیں نے تمہیں بہت کچھ کہہ دیا ہے اور گول بات ہرگز نہیں کی۔ مَیں مومن ہو کر مرنا چاہتا ہوں۔ مَیں اللہ سے اس کی رحمت کا امیدوار ہوں جیسے اس نے اس عمر تک میری تربیت کی اور میری ہدایت کا موجب ہوا اس طرح مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ میرا خاتمہ بھی بالخیر کریگا۔ اور میری موت قرآن اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی حالت میں کرے گا۔

**ضرورتِ وحدت** مَیں اس سے بھی کھول کر تم کو سُنانا چاہتا ہوں کہ

**کوئی قوم سوائے وحدت کے نہیں**

بن سکتی بلکہ مَیں تو کہتا ہوں کہ کوئی انسان سوائے وحدت کے انسان نہیں بن سکتا۔ کوئی محلہ سوائے وحدت کے محلہ نہیں بن سکتا۔ اور کوئی گاؤں سوائے وحدت کے گاؤں نہیں بن سکتا اور کوئی ملک سوائے وحدت کے ملک نہیں بن سکتا اور کوئی سلطنت سوائے وحدت کے سلطنت نہیں بن سکتی۔ دیکھو میری آنکھ تو کہتی ہے کہ یہ زہر ہے اب ہاتھ کہے کہ مجھے آنکھ کی پرواہ نہیں اور وہ اٹھا کر وہ زہر کھا لیتا ہے تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسی طرح گھر کی بات ہے کہ اگر بچہ اپنے مربّی اپنے باپ اپنی ماں کی بات نہیں سُنتا تو اس کی تعلیم و تربیت کا ستیاناس ہو جائے اسی طرح محلہ، ملک اور سلطنت کا حال ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں مَیں نے مرزا صاحبؑ سے سُنا ہے کہ اِھدنا میں نَا اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ سوائے جماعت کے اللہ تعالیٰ سے بعض خاص فضل کوئی انسان نہیں لے سکتا جماعت کی بڑی ضرورت ہے یہاں تک کہ اگر جمع نہ ہو تو خدا کے اس فضل کے جاذب نہیں ہو سکتے۔

**حسنِ معاشرت** اسی جماعت میں سے چند عورتیں اُجڑ کر ہمارے پاس آئیں۔ ہم نے اُن کے خاوندوں سے خط و کتابت کی۔ بعض تو ہمارے سمجھانے میں آ گئے اور بعض نے پروا نہ کی۔ یہاں تک کہ رجسٹرڈ خطوط کی رسید نہ دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ظالم طبع لوگ بھی ہماری جماعت میں ہیں مگر الحمد للہ کہ اکثر سمجھانے سے سمجھ جاتے ہیں۔ ایک عورت کے خاوند نے مجھے لکھا کہ ہندوستان پنجاب تو سب دیوثوں کا بنا ہُوا ہے۔ جو کچھ میری عورت کہتی ہے اگر مجھے موقعہ ملے تو گلا ہی گھونٹ دوں۔ مَیں نے اسے لکھا کہ پہلا دیوث تو نعوذ باللہ وہ ہُوا جس پر تم ایمان لائے اور جس نے یہ احکام دئے کہ عورت سے معاشرت میں نرمی کرو۔ خیر وہ سعید تھا سمجھانے سے سمجھ گیا اور توبہ نامہ بھیج دیا۔ خیر مَیں پھر کہتا ہوں کہ جب تک وحدت نہ ہوگی تم کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

**چودہ سو سے چار لاکھ** حضرت صاحبؑ کے زمانے میں مَیں نے ۱۴۰۰ کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصّہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے خدا نے خلوصِ نیت کو نوازا اور ۱۴۰۰ سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق، اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔

**خلفاء کس طرح بنتے** ایک خلیفہ آدم تھا۔ اس کی نسبت فرمایا ہے اِنّی جاعل فی الارض خلیفۃ اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے عصیٰ اٰدمُ ربّہٗ فغویٰ۔ لیکن جب فرشتوں نے کہا مَن یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبّح بحمدک و نقدّس لک تو ان کو ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے۔ پس فاسجدوا لاٰدم تم آدم کو سجدہ کرو چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غویٰ تک کہہ لیا مگر فرشتوں نے چوں کی تو اس کو ناپسند فرمایا۔ مَیں نے کسی زمانے میں تحقیقات کی ہے کہ نبی کے لئے لازم نہیں کہ اس کے لئے پیشگوئی ہو۔ اور خلیفہ کے لئے تو بالکل ہی لازمی نہیں۔ دیکھو آدم پھر داؤد کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے۔ مَیں اس قسم کا قصہ گو واعظ نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصّے ان کے متعلق سُناؤں مگر فاستغفر ربّہٗ وخرّ راکعًا واناب سے یہ تو پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔ تیسرا خلیفہ ابوبکرؓ ہے اس کے مقابلہ میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے یا وہ اتنے ہیں کہ ۱۳۰۰ برس گذر گئے مگر وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آئے۔ ابھی ایک کتاب نئی نئی مَیں نے منگوائی ہے جس کے ۷۴۰ صفحات میرے پاس پہونچے ہیں۔ اس میں صرف اتنی بات پر بحث ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہتر ہے یا ابوبکرؓ۔ پھر شیعہ کہتے ہیں کہ ان کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ پیشگوئی

نہیں فرمائی۔ چوتھا خلیفہ تم سب ہو چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ جعلنا کم خلائف فی الارض اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔ لننظر کیف تعملون۔ اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب مَیں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیّت میں حضرت صاحب نے نور الدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں کہ ایسا ہی آدم اور ابوبکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئی میں نہیں۔

### الوصیّت کی تفہیم

حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ مَیں تمہیں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر ۱۴ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے چنانچہ فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیّن له الھدیٰ ویتّبع غیر سبیل المؤمنین نولّه ما تولّی ونصله جھنّم وساءت مصیرًا۔

مَیں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا) اپنی تقوےٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا۔ اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑہ غرق کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ پس تم کان کھول کر سنو! اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اعقبھم نفاقًا فی قلوبھم کے مصداق بنو گے۔ مَیں نے تمہیں یہ کیوں سنایا، اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں۔ جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

### خدا پر بھروسہ

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے مَیں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب مَیں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پروا نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائباتِ قدرت بہت عجیب ہیں۔ اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔ میرا ایک دوست مجھے کہتا تھا کہ تم آگوں کو دباتے ہو بجھاتے نہیں۔ مَیں نے کہا کہ جلد باز بھلا میرا وزیر ہو سکتا ہے۔ ہم نے آگوں کو دبا کر بھی بجھاتے دیکھا ہے۔ میری ماں دہکتے ہوئے کوئلے ایک گڑھے میں ڈال کر بند کر دیتی تھی تھوڑی دیر میں سب بجھ جاتے۔ دیکھو مَیں نے پانی کے لحاظ سے تو وعظ کیا ہے۔ اور دبانے کیلئے کوشش میں ہوں۔ ہم اور تم سب مر جائیں گے اگر کچھ نفاق ہم میں باقی ہیں تو پچھلی قوموں میں تفرقہ پڑ جائے گا اور وہ ہم پر لعنتیں کریں گی۔ مجھے کہیں گے کہ کس خبیث نے یہ گندہ بیج بو دیا۔ دیکھو تم میرے حق کو بجا لاؤ۔ مَیں نے کبھی اپنی بڑائی نہیں کی۔ مجھے ضرورتًا کچھ کہنا پڑا ہے۔ اس کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مَیں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مجھے دوبارہ بیعت لینے کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے پہلے معاہدہ پر قائم رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔ اگر تم مجھ میں کوئی اعوجاج دیکھو تو اس کی استقامت کی دعا سے کوشش کرو۔ مگر یہ گمان نہ کرو کہ تم مجھ بڈھے کو آیت یا حدیث یا مرزا صاحب کے کسی قول سے معنے سمجھا لو گے۔ اگر مَیں گندہ ہوں تو یوں دعا مانگو کہ خدا مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ پھر دیکھو کہ دعا کس پر اُلٹی پڑتی ہے۔

### توبہ کرو

توبہ کرو اور دعا کرو۔ اور پھر دعا کرو۔ مَیں فروری گویا نو ماہ سے اس دکھ میں مبتلا ہوں۔ اب تم اس بڈھے کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ اس پر رحم کرو۔ اگر مَیں نے کسی کا مال کھایا تو مَیں دس گنا دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اگر میں نے کسی سے طمع کیا ہے تو مَیں لعنت کر کے کہوں گا کہ ایسا آدمی ضرور بول اُٹھے میں اپنے آپ کو لعنتی سمجھوں گا اگر مَیں نے تمہارے مالوں میں کچھ لینے کا خیال کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خاندان سے پہلوں کو بھی امیر بنایا ہے۔ حضرۃ مجدد الف ثانی۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی۔ فرید الدین شکر گنج میرے خاندان کے لوگ ہیں۔ **اور اب پھر بھی اس نے وعدہ کیا ہے کہ مَیں فضل کروں گا۔**

### طاعت در معروف

ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے ولا یعصینک فی معروف۔ اب کیا ایسے لوگوں نے حضرۃ محمد رسول اللہؐ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنا لی ہے۔ اسی طرح حضرۃ صاحب نے بھی شرائطِ بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سِر ہے۔ **مَیں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔** میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے۔

### وجہ اختلاط

پھر مجھے کہتے ہیں کہ لوگوں سے اختلاط کرتا ہے۔ اس کا جواب تمہارے لئے جو میرے مرید ہیں یہی کافی ہے کہ تم میرے آمر نہیں بلکہ مامور ہو۔ کیا مجھ پر بال بچے کی پرورش فرض نہیں۔ بیشک وہ مجھے مخفی طور پر رزق دیتا ہے مگر اس ستار نے پردہ پوشی کا رنگ بھی رکھا ہے۔ مَیں اس کی شان کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

### ستّاری

کہتے ہیں امام حسن بصری اور حبیب عجمی ایک دفعہ سیر کو نکلے راستہ میں دریا آ گیا۔ حبیب نے کہا چلو۔ حسن نے جواب دیا ٹھہرو وہ کشتی آ لے۔ اس پر حبیب نے کہا حسن! ابھی تک تم مشرک ہی ہو یہ کہہ کر وہ چلتے ہوئے اس زمانے کے نیچری تو نہیں مانتے مگر میں مانتا ہوں کہ وہ کنارے پہونچ گئے۔ اِدھر حسن جب کشتی آئی تو پیسہ دیکر سوار ہوئے اور دیر کے بعد پہونچے تو حبیب بولے ترا کشتی آورد مارا خدا۔ حسن نے فرمایا سنو! دونو کو خدا ہی لایا۔ کشتی کو خدا تعالیٰ چاہتا تو غرق کر دیتا۔ تُو نے صرف پا بچاؤ ڈھونڈا۔ مگر میرے ساتھ کئی اور آدمی بھی آئے۔ تیرا ایمان ناقص ہے۔ تُو خدا کی صفتِ ستّاری کا عالم نہیں۔

### نصیحت

پس مَیں تم کو نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر کرتا ہوں پھر کرتا ہوں پھر کرتا ہوں پھر پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض و تحاسد کو دور کر دو یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کہنے میں وقت خرچ کرتا ہے وہ دعا میں خرچ کرو۔ اور اللہ سے اس کا فضل چاہو۔ تمہارے وعظوں کا اثر مجھ بڈھے پر نہیں ہو گا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کو کرو اور یہ مَیں اپنی بڑائی کے لئے نہیں کہتا بلکہ تمہارے ہی بھلے کے لئے کہتا ہوں۔ جس طرح دکاندار صبح اپنی دکان کو کھولتا ہے اسی طرح مَیں بھی اپنی دکان کھولتا ہوں۔ اور بیماروں کو دیکھتا ہوں مَیں تمہارے ابتلاء سے بہت ڈرتا ہوں اس لئے مجھے کمانے کا زیادہ فکر ہوتا ہے۔ بمبے گولے اور زلزلے سے بھی زیادہ خوفناک یہ بات ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔

جلد بازی سے کوئی فقرہ منہ سے نکالنا بہت آسان ہے۔ مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے۔ مَیں تم پر بڑا حسنِ ظن رکھتا ہوں۔ مَیں نے لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ۔ کبھی تمہارے محرروں سے بھی دریافت نہیں کیا کہ تم لوگ کس طرح کام کرتے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم تقویٰ سے کام کرتے ہو۔ باقی رہا مَیں سو میری نسبت تحقیق کر لو جس طرح چاہو نگرانی کر لو۔ مخفی در مخفی راہوں سے کر لو۔ مجھے ایک دفعہ شیخ صاحب نے کہا تھا کہ اب مَیں نے یہاں سکونت اختیار کر لی ہے۔ مَیں تمہاری نگرانی کروں گا۔ تو میں نے کہا تھا بسم اللہ۔ دو فرشتے میرے نگہبان پہلے ہی سے مقرر ہیں۔ ایک تم آ گئے مَیں آج کے دن ایک اور کام کرنے والا تھا مگر خدا تعالےٰ نے مجھے روک دیا ہے۔ اور مَیں اس کی مصلحتوں پر قربان ہوں۔ تم میں جو نقص ہیں اُن کی اصلاح کرو۔ عورتوں سے جن کا سلوک اچھا نہیں قرآن کے خلاف ہے۔ وہ خصوصیت سے توجہ کریں مَیں ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ سمجھیں۔ پھر سمجھ جائیں۔ پھر سمجھ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ مَیں ان کی ٹھوکر کا باعث بنوں۔ مَیں اخیر میں پھر کہتا ہوں کہ آپس میں تباغض و تحاسد کا رنگ چھوڑ دو۔ کوئی امر امن یا خوف کا پیش آ جاوے عوام کو نہ سناؤ۔ ہاں جب کوئی امر طے ہو جائے تو پھر بیشک اشاعت کرو۔

اب مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں ماننی پڑیں گی طوعًا و کرہًا۔ اور آخر کہنا پڑیگا اتینا طائعین۔ جو کچھ مَیں کہتا ہوں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں راہِ ہدایت پر قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء جلد ۸ نمبر ۵۲ صفحہ ۱۰ تا ۱۲)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۳۴۹ ہش

قسط اوّل

# برکاتِ خلافت

(از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ)

## خلافت کی حقیقت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں خلافت کی یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ :-

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ دراصل رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی بھی اور کسی زمانہ میں بھی برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادت القرآن صہ ۵۷)

دوسری جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ انبیاء و رسل کے علاوہ مشائخ کی وفات پر بھی ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا ہے۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک خلافت متبوع کے وجود کا ظلی طور پر دنیا میں لمبے عرصہ تک قائم و باقی رہنا ہے تا دنیا متبوع کی برکات سے لمبے عرصہ تک متمتع ہوتی چلی جائے۔

## منصب خلافت

خلافت کی برکات جاننے کے لئے پہلے نبی متبوع کے منصب کا علم ضروری ہے۔ تا اس سے یہ اندازہ ہوسکے کہ نبی کے ذریعہ جب بیج کی تخم ریزی ہوئی تب خلافت میں ان پودوں کی نشو و نما کیا شان رکھتی ہے۔ اور آیا خلافت انہی تاثیروں کو کامیاب طور پر دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ پس ان تاثیروں کے دنیا میں روز افزوں ترقی کے ساتھ پھیلتے چلے جانے سے خلافت کی برکت خود بخود ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے پہلے اسی کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کے سپرد کیا کام خدا تعالےٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فریضہ اور منصب بیان فرماتا ہے

يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ۔

(۱) یعنی خدا تعالیٰ کی آیات لوگوں پر پڑھے۔
(۲) ان کا تزکیہ کرے۔
(۳) انہیں کتاب اللہ سکھائے۔
(۴) ان کو کتاب اللہ کی حکمت سکھلائے۔

یہ چاروں کام ہیں جن کے کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھجوایا۔ حضرت سید المرسلین نے یہ کام بدرجہ احسن کرکے دکھلائے۔ یہی کام آنحضرت صلعم کی نیابت میں اس وجود کو کرنے چاہئیں جسے خلیفہ کہتے ہیں۔

## نظام خلافت

اسلام میں نظام خلافت ایک نہایت عجیب و غریب بلکہ عدیم المثال نظام ہے۔ یہ نظام موجود الوقت سیاسیات کی اصطلاح میں نہ تو پوری طرح جمہوریت کے نظام کے مطابق ہے اور نہ ہی اسے موجودہ زمانے کی ڈکٹیٹر شپ کے نظام سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ نظام ان دونوں کے بین بین ایک علیحدہ قسم کا نظام ہے۔ جمہوریت کے نظام سے تو وہ اس لئے جُدا ہے کہ جمہوریت میں صدر حکومت کا انتخاب میعادی ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں خلیفہ کا انتخاب میعادی نہیں بلکہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے — دوسرے :- جمہوریت میں صدر حکومت بہت سی باتوں میں لوگوں کے مشورہ کا پابند ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم تو بے شک ہے مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ مصلحت عامہ کے ماتحت اسے رد کرکے دوسرا طریق اختیار کرسکتا ہے۔ دوسری طرف یہ مقام ڈکٹیٹر شپ سے بھی مختلف ہے۔ کیونکہ اوّل تو ڈکٹیٹر شپ میں میعادی اور غیر میعادی کا سوال نہیں ہوتا اور دونوں صورتیں ممکن ہوتی ہیں۔ دوسرے ڈکٹیٹر کو عموماً کلی اختیارات حاصل ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ حسب ضرورت پرانے قانون کو بدل کر نیا قانون جاری کرسکتا ہے۔ مگر نظام خلافت میں خلیفہ کے اختیارات بہرصورت شریعت اسلامی اور نبی متبوع کی قیود کے اندر محدود ہیں۔ اسی طرح ڈکٹیٹر مشورہ لینے کا پابند نہیں مگر خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔ غرض وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جدا اور ممتاز کر دیتا ہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اُسے ایک رُوحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ نبی کی جماعت کی رُوحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے۔ اور لوگوں کیلئے اسے عملی نمونہ بننا پڑتا ہے۔ اور اس کی سنت سند قرار پاتی ہے۔ پس اس قسم کے رُوحانی نظام میں میعادی تقرر کا سوال ہی نہیں اُٹھ سکتا۔ اور ایسا وجود ایک وقت میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔

## خلافت کی اقسام

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خلافتیں تین قسم کی ہیں۔

(۱) خلافت نبوت :- جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت تھی۔ جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے " اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً " یعنی زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا۔ اور نہ وہ دنیوی بادشاہ تھے۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

(سورہ صٓ ع $\frac{2}{11}$)

اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام چونکہ نبی تھے اس لئے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت ہی ہے۔

(۲) دوسری خلافت جو قرآن مجید سے ثابت ہے وہ خلافت ملوکیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ :-

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(سورۂ اعراف ع ۹)

اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے :-

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ۔

(اعراف ع ۱۰)

اِن آیات میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں۔ اور نعمت سے مراد صرف نعمتِ حکومت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو مدنظر رکھ کر تمام کام کرو ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے۔ ان دو قسم کی خلافتوں کے علاوہ :-

(۳) نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعودہ راتوں کے لئے طور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو کہا :-

اُخْلُفْنِىْ فِىْ قَوْمِىْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ۔

(سورۂ اعراف ع ۱۷)

اس آیت سے ثابت ہے کہ وہ ایک تابع نبی تھے۔ اور ایک حکمران نبی کے خلیفہ بھی تھے یہ خلافت، خلافتِ نبوت نہ تھی بلکہ خلافتِ انتظامی تھی۔ اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافتِ انتظامی کے علاوہ خلافتِ نبوت بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک سابق نبی کی اُمت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ بعض دفعہ ایک اور نبی مبعوث فرماتا ہے۔ جو کوئی نئی شریعت نہیں لاتا۔ جہاں تک شریعت کا تعلق ہوتا ہے وہ پہلے نبی کے کام کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے پہلے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے لیکن عہدہ کے لحاظ سے وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور نور سے بھرپور اُتارا ہے۔ اس کے ذریعہ سے انبیاء جو (ہمارے) فرمانبردار تھے اور عارف اور ربانی علماء بسبب اس کے کہ ان سے اللہ تعالےٰ کی کتاب کی حفاظت چاہی گئی تھی وہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۳ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہم تصنیف فرمودہ رسالہ

# ”الوصیّت“ کی اہمیّت و عظمت

(محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ــ ربوہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات اسّی سے کچھ زائد ہیں۔ اور حضور کی عمومی ہدایت اگرچہ یہی ہے کہ جو تین بار میری کتابوں کو نہیں پڑھتا مجھے ان کے ایمان کے بارہ میں خدشہ ہے۔ لیکن رسالہ الوصیت جو حضور علیہ السلام کی وفات سے تین سال قبل کی مختصر تصنیف ہے اس کے بارہ میں حضور کا مندرجہ ذیل خصوصی ارشاد ہے:۔

”مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں اور...... مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دیں۔ اور ہر ایک بدگوئی پر صبر کریں اور دعائیں لگے رہیں۔ وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ الراقم خاکسار المفتقر الی اللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد؛“

حضور کے اس خصوصی ارشاد کو خاکسار نے جب پڑھا اور رسالہ الوصیت کا پھر مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ حضور نے آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھنے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی اشاعت کے لئے جو تاکید فرمائی وہ بہت سی اہم باتوں ، اہم پیشگوئیوں اور اہم نظام کے قیام کی وجہ سے ہے۔ اس سلسلے میں پانچ اہم باتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے اس مختصر رسالہ میں توجہ دلائی ہے اور جن کے پیش نظر رسالہ الوصیت کو خاص طور پر آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھنے اور دوستوں میں مشتہر کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

اوّل اس میں خدا تعالیٰ کے اُس پاک کلام سے حضور نے آگاہ فرمایا ہے جس میں متعدد اہم اور عظیم المرتبت پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے کئی ایک اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہیں اور کئی ہیں جو انشاء اللہ بڑے آب و تاب سے پوری ہوں گی۔ اور جن کے کامل ظہور سے اللہ تعالیٰ کی اور برتر ہستی کا زندہ ثبوت ملتا ہے اور یہ پیشگوئیاں دو قسم کی ہیں۔ آپ کی اپنی ذات کے متعلق جن میں آپ کی وفات کے متعلق خبر ہے اور متعلقہ امور کے متعلق جن سے آپ کی صداقت اور عظمت کا اظہار ہوگا۔ دوسرے مخالفین اور شرارت کرنے والوں کے متعلق پیشگوئیاں اور حوادثات کی شدت کا ذکر جو قیامت کا نمونہ ہوں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی اور ایسے زلازل آئیں گے جن سے زمین تہ و بالا ہو جائے گی۔ اس مصیبت کی گھڑی اور خطرناک حوادث و زلازل سے بچنے کا حضور علیہ السلام نے راستہ بھی بتا دیا اور فرمایا:۔

”راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا کہ اس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے“۔ (الوصیت صفحہ ۱۲)

دوم۔ خدا تعالیٰ کی اس سُنّت کا ذکر فرمایا کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ حق و صداقت کی تخم ریزی نبیوں اور رسولوں کے ہاتھ سے کرواتا ہے لیکن اس کی تکمیل ان کے جانشینوں سے کرواتا ہے۔ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کا سلسلہ جاری فرماتا ہے جسے حضور نے قدرت ثانیہ قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ خدا کے مامور تھے۔ حضور نے قدیم سنت اللہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے احباب کو توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

”سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی“۔ (الوصیت صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے اور الوصیت کی اس ماسبق تحریر سے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۱) قدرت ثانیہ خلفاء ہی کا نام ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رسالہ میں تحریر فرمایا ”تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا“۔ (الوصیت صفحہ ۶)

(۲) انبیاء کے بعد سخت ابتلاؤں کا آنا مقدر ہوتا ہے اور ان ابتلاؤں کا خلفاء کے ذریعہ ازالہ کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم ہے۔ ہر ایک نبی کی اُمّت سے یہ معاملہ پیش آیا اور یہ سنت قدیم سلسلہ احمدیہ میں بھی ضرور پوری ہوگی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ”سو اب ممکن نہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے“۔

(۳) قدرت ثانیہ کے سلسلہ کو دوام بخشا جائے گا یعنی خلافت احمدیہ کے سلسلہ کو دوام نصیب ہوگا۔ اور متواتر سلسلہ احمدیہ میں خلفاء آتے رہیں گے۔ جماعتی نظام کو ایسا استحکام نصیب ہوگا کہ خلافت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ حضور نے فرمایا ”وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا“۔

(۴) ان تحریرات سے ظاہر ہے کہ دوسری قدرت کا ظہور حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ہوگا۔ یعنی آپ کے جانے کے بعد دوسری قدرت آئیگی۔ آپ فرماتے ہیں

”اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں“۔

(۵) یہ خلافت کا سلسلہ شخصی خلافت کی صورت میں ہوگا نہ کہ انجمن یا ادارہ یا بورڈ کی صورت میں۔

رسالہ الوصیت جس کی اہمیت کے پیش نظر حضور نے یہ تاکید فرمائی کہ اسے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھا جائے۔ تو غور سے پڑھنے سے یہ بات واضح ہے کہ حضور کے ذہن مبارک میں جماعت کی دینی تربیت اور روحانی ترقی اور غلبہ اسلام کی مہم کو کامیاب بنانا اور آپ کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ضروری تھا کہ آپ کے بعد برگ خلفاء کا جو سلسلہ جاری ہوگا جماعت دل و جان سے ان سے تعاون کرے فرمانبرداری کرے۔ ان کا ساتھ دے اور ہر ایک قسم کی قربانی میں حصہ لے کر فدائیت کا نمونہ پیش کرے اور نہ صرف ایک نسل بلکہ آئندہ نسلیں بھی اس وصیت کے مطابق عمل درآمد کریں تا وہ بھی ترقیات اور برکتوں سے حصہ وافر پا سکیں۔

سوم۔ نہایت پاک اعلیٰ اور مؤثر انداز میں جماعت کے افراد کو تعلیم سے نوازا ہے۔ اور یہ خوشخبری دی ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ وہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پا دیں۔

خدا تعالیٰ سے خاص انعام پانے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا طریق بھی آپ نے بتایا اور یہ تعلیم دی۔

”انسان کو ان دفضلوں سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کیلئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کیلئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھر بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں

خبیث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کرکے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے۔ تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ گھر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔" (الوصیت صفحہ ۱۰-۱۱)

حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو خدا کی برگزیدہ قوم بنانے کیلئے یہ نسخہ کیمیا تجویز فرمایا جس کے استعمال سے خدا تعالیٰ کے خاص انعامات کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

**چہارم**۔ ایک اہم اور ضروری مسئلہ جس کی وضاحت حضور علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں فرمائی ہے نبوت کا مسئلہ ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاتم النبیین کا ایک عظیم اور بے مثل مقام ہے یہ وہ مقام ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا پس اس مقام کی ایسی تشریح کرنا جس سے حضور کے اس مقام کی پوری شان اور اعلیٰ کیفیت اجاگر نہ ہو۔ یقیناً خدا تعالیٰ کی منشاء کے مخالف ہے۔ ان تمام توضیحات اور تشریحات کو جو اس مقام کو صحیح طور پر بیان نہیں کرتیں۔ حضور نے رد کرتے ہوئے فرمایا:-

"وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں۔ مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی۔ جو اس میں موجود نہیں تھی۔ اس لئے اس نبوت پر سب نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کیلئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا..... اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔"

(الوصیت صفحہ ۱۵-۱۶)

**پنجم**۔ رسالہ الوصیت کے آخر میں اس نظام کو جو ہماری جماعت میں نظام وصیت کے نام سے معروف ہے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جبکہ آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو ایک خاص جگہ آپ کو دکھائی گئی۔ یہاں ایک قبر تھی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب آپ کو بتلایا گیا کہ یہ آپ کی قبر ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور جگہ دکھائی گئی اور اس کا نام "بہشتی مقبرہ" رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ یہ ان لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعلام پر آپ نے اپنی ملکیت کی ایک زمین قبرستان کے لئے تجویز فرمائی۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کی "کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر دیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔"

(الوصیت صفحہ ۲۳)

پھر حضور نے دوسری مرتبہ دعا کرتے ہوئے کہا:-

"اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین"

پھر حضور نے تیسری مرتبہ خدا تعالیٰ سے اس طرح استعانت چاہتے ہوئے کہا۔

"پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم۔ اے خدائے غفور و رحیم۔ تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب و انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔"

یہ کیسا بابرکت نظام وصیت ہے۔ اور یہ بہشتی مقبرہ کیسا بابرکت قبرستان ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کے مامور اور فرستادہ نے خاص دعائیں کرکے ان نیک دل اور بزرگ نفس اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنیوالوں اور ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنیوالوں کو نوازا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا گیا ہے اور بڑی بڑی بشارتیں آپ کو اس قبرستان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۲۶ پر اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔"

اس غرض کیلئے کہ یہ پاک اور نیک دل لوگوں کی خوابگاہ ہے حضور نے چند شرائط مقرر فرمائی ہیں جن کا ذکر رسالہ الوصیت کے آخر میں حضور نے ذکر فرمایا ہے اور بار بار ان کا تذکرہ احباب کے سامنے آتا رہتا ہے لیکن بنیادی شرط علاوہ دیگر ضروری تعلقات کے جو دفن ہونیوالوں کے لئے ہے وہ یہی ہے کہ متقی ہو۔ محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا شرط بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کی طرف بہت خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

یہ ایک الٰہی نظام ہے نہ اغراض نفسانیہ پر مبنی ہے اور نہ ہی بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مشیت سے اس نظام کے ذریعہ مومن اور منافق میں تمیز کرنے کا طریق جاری فرمایا ہے بلکہ وہ سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دیگا اور جو کہ قریب ہے، اور وہ بلاؤں کے دن جو نزدیک ہیں اس بابرکت نظام الوصیت کے مطابق ایثار اور قربانی اور پاک تبدیلی کرنیوالا انسان اور صاف اور سچا اور پرہیزگار اور متقی مسلمان بچایا جائیگا اور فرستادہ الٰہی کے حکم کی تعمیل سے حقیقی مومن اور اس کے دفتر میں سابقین اولین میں لکھا جائے گا۔ لیکن ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔"

(الوصیت صفحہ ۱۷)

الغرض وصیت کا نظام ایک اہم نظام ہے اور اس تمام نظام پر حاوی ہے جو اسلام نے قائم کیا ہے اور اس نظام کے ذریعہ مخلصین کی مالی قربانیاں کے نتیجہ میں جو مال اکٹھا ہو رہا ہے یا اکٹھا ہوگا اس مال کا اندازہ بھی لگانا مشکل ہے دنیا کی حکومتوں کے بجٹ بھی اس کے مقابلہ میں ادنیٰ ہوں گے یہ مال صرف لفظی اشاعت اسلام کیلئے ہی نہیں ہوگا بلکہ اس نظام کی تفصیلات اور شرائط اور متعلقات واضح کر رہی ہیں کہ یہ اسلام کی لفظی اور عملی اشاعت دونوں کیلئے ہوگا بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ وصیت کے نظام میں اس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کو باعزت روٹی کا سامان مہیا کیا جائے گا۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ درد اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائیگا یتیم بھیک نہ مانگے گا بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم سے قوم لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔"

(نظام نو صفحہ ۱۰۱)

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے آقا اور پیشوا مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے رسالہ الوصیت کا نہ صرف مطالعہ بلکہ اس میں بیان کردہ اہم امور کو اپنے پر لازم قرار دینے کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں اور نظام وصیت کو قائم کرنے کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

# چند یادیں اور تاثرات

از محترم صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب خالد بار ایٹ لا، ابن نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ

حضرت نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نہایت سادہ لباس تھے۔ پاجامہ تو جہاں تک میری یاد رہبری کرتی ہے میں نے شاید ہی پہنے کبھی دیکھا ہو۔ ممکن ہے موسم گرما کا لباس ہی حافظہ نے یاد رکھا ہو۔ جیسا میرا امپریشن (تاثر) ہے آپ تہبند پوش تھے۔ موٹا کھلی آستینوں کا کرتا جس کو کسی فیشن سے تعلق نہ تھا۔ گریبان ممکن ہے موسم سرما میں بند کر لیتے ہوں۔ مگر مجھے تو یہی یاد ہے کھلا گریبان سینے کے سفید بال باہر کو جھانکتے نظر آتے تھے۔ آپ کے ہونٹ اور ناک موٹے سانولہ رنگ۔ ممکن ہے عمر بڑی ہونے کے باعث رنگ سانولہ پڑ گیا ہو۔ گول حنا سے رنگی ہوئی گھیرے دار ڈاڑھی۔ مل ملا کر یہ سب اعضاء چہرہ آپ پر بہت پھبتے تھے۔ اس معمولی موٹے لباس کے ساتھ مجھے تو ان پر بہت پیار آتا تھا۔

جب درس کے لئے آپ شام کو مسجد اقصیٰ کی طرف جایا کرتے تھے بسا اوقات آپ سے راستہ میں ملنا ہو جاتا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں قد آدم ایک سونٹا ہوا کرتی تھی جسے ٹیک کر آپ درس قرآن شریف دیا کرتے تھے۔ راستہ میں جب کبھی آپ سے ملنا ہو جاتا تو آپ نہایت محبت سے میرے بازو کو پکڑ کر ساتھ لے لیا کرتے تھے۔ میں بھی ادب سے آپ کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ دو ایک باتیں کرنے کے بعد وہ سلسلۂ کلام پھر شروع فرماتے جو میری حاضری سے منقطع ہو چکا تھا۔ بہر حال آہستہ آہستہ مسجد میں ہمارا یہ مختصر سا قافلہ پہنچ جاتا۔ دراصل آپ نکلتے تو تنہا اور اکیلے تھے مگر راستہ میں جو کوئی ملتا ساتھ ہو جاتا تھا۔ شام کے وقت ہم سب کی منزل مقصود مسجد ہی ہوتی تھی۔ جہاں سب اس خیال سے جاتے تھے کہ آپ کے درس کو سنیں۔ بالعموم میں آپ کے قریب ہی بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دن بدقسمتی سمجھو یا خوش قسمتی تھی۔ آپ نے اپنا قرآن شریف نکال کر مجھے دیا اور فرمایا میاں آج کا درس نکال دو۔ کس کو معلوم تھا کہ اس دن کا درس کونسا ہے۔ میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور میں کچھ مبہوت سا ہو گیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی و منشی فاضل نہایت نیک اور شریف الانسان تھے انہوں نے میری پریشانی کو میرے چہرے سے پڑھ لیا فرمانے لگے ختم سیپارہ۔ میں نے وہ نکال کر پیش کر دیا۔ فرمانے لگے میاں افسوس ہے تمہیں آج کا درس بھی معلوم نہیں۔ آپ کے اس محبت سے ناراضگی کے الفاظ نے مجھے لاجواب بنا دیا مگر مولوی اسمٰعیل صاحب۔ خدا ان کو وارث فردوس بنائے میری امداد کے طور پر فرمانے لگے حضور! آج کا درس یہی ہے۔ اللہ اللہ وہ عالم فاضل، عمر میں بھی بزرگ اپنی غلطی پا کر مجھ جیسے ۱۴-۱۵ سالہ بچے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے میاں معاف کرنا مجھ سے ہی غلطی ہوئی۔ کیا اخلاق کی بلندی آپ نے پائی تھی۔

مولوی عبدالحی آپ کے فرزند اکبر بھی اس زمانہ میں ۱۳-۱۴ سالہ بچے تھے۔ ان کو مغرب اور عشاء کے درمیان آپ درس دیا کرتے تھے۔ میرے منجھلے بھائی میاں عبداللہ خاں اور ملک غلام فرید جن کو ہم بابا غلام فرید کہا کرتے تھے، یہ ہمارے کلاس فیلو تھے ان کی میاں عبداللہ خاں سے بہت دوستی پیدا ہو گئی تھی۔ یہ نیک لڑکے تھے عبداللہ خان بھی ابتدا سے ہی دینی مشاغل میں دلچسپی رکھتے تھے۔ بہر حال انہوں نے والد سے اجازت لے کر اس درس میں روزانہ جانا شروع کر دیا۔ بابا غلام فرید کلاس میں بھی نہایت ہوشیار لڑکا تھا۔ یہ ہماری کلاس کا مانیٹر تھا۔ انہوں نے مجھے بھی ساتھ لیا۔ یہ درس حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ اپنے مکان میں ہی دیا کرتے تھے۔ ایک کچا سا کوٹھا جس میں دس بیس آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ کچا فرش۔ مگر اس پر چٹائی پورے کمرے کے سائز میں بچھی رہتی تھی۔ ایک چمنی والا لیمپ اور اس کی روشنی کسی طرح سے بھی اس کمرہ کے لئے کفایت نہیں کرتی تھی پہلے دن تبلاسے تعلیم کئے گئے۔ میری اور میاں عبداللہ خاں کی موجودگی کو پا کر آپ نہایت خوش ہوئے۔ کتنے بڑے الفاظ آپ نے فرمائے کہ یہ کمرہ ان ہر دو بچوں کی موجودگی کے باعث نور سے بھر گیا ہے یہ تو محض ترغیب و تحریص تھی ہم کیا چیز تھے وہ خود نور تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑ کر ان کے علم و فضل کی روشنی سے قادیان جگمگا رہا تھا۔ میاں عبداللہ خان نے اس درس میں روشنی کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے ایک گیس کا لیمپ پنسل والا گھر سے لا کر لگا دیا ہم بچوں کے ساتھ بے حد شفقت فرماتے۔ متعدد بار کھڑے ہو کر تقریر فرماتے وقت میرے شانوں پہ اپنا ایک پاؤں رکھ دیتے اور میرے شانوں کو بعض باتیں جو جوانی کی عمر کے قریب پہنچنے والوں کے لئے ان کی آئندہ زندگی کے لئے مفید ہوتیں ذہن نشین کرانے کے لئے۔ خوب ہلاتے بعض مرتبہ یہ بھی فرماتے "خوب سن لو نورالدین کی یہ نصیحت ہے" ایک مرتبہ مولوی عبدالحی آپ کے فرزند اکبر کے درس میں آپ نے ہمارا امتحان لیا۔ نقیرا ایک لفظ قرآن شریف میں آتا ہے جس کا ترجمہ آپ نے چند دن پہلے فرمایا تھا۔ چنانچہ میاں عبداللہ خان سے پوچھا۔ وہ نہ بتلا سکے۔ پھر مولوی عبدالحی نے ہاتھ اٹھایا۔ ساتھ ہی میں نے بھی ہاتھ اٹھا دیا۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ کھجور کے بیج میں کوئی چیز ہوتی ہے اسے "نقیرا" کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں درست ہے مگر ٹھیک صحیح نہیں۔ مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کہ نقیرا کھجور کے اندر ایک پردہ ہوتا ہے۔ آپ نے صحیح بتلانے والے کے لئے ایک روپیہ انعام رکھا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا نصف کے تم حقدار ہو نصف کا میرا بیٹا۔ مگر روپیہ آپ نے میری طرف پھینکا۔ مولوی عبدالحی کہنے لگے لاؤ میرا نصف۔ چنانچہ میں نے ان کو آٹھ آنے آپ کے سامنے ہی دے دیئے۔ کئی مرتبہ آپ نے ہم تینوں بھائیوں کو اپنے مکان پر بلوایا اور نصائح کئے۔ مولوی عبدالحی کا درس ما بعد مغرب ہوا کرتا تھا۔ محمود اللہ شاہ مرحوم جو میرے ہی ہم عمر تھے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن نماز مغرب شروع ہو گئی تھی نماز کے دوران میں وہاں پہنچا۔ سب آپ کے سب نیچے چٹائیوں پر نماز پڑھ رہے تھے۔ لیکن حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ ایک چارپائی پر بیٹھے شریک جماعت تھے۔ محمود اللہ شاہ سے دریافت کیا انہوں نے بتلایا میاں صاحب کو شدید سر درد ہے۔ میاں صاحب سے آپ کو بے حد محبت تھی اور بار بار لوگوں سے دریافت فرماتے اب طبیعت کیسی ہے

سید حکیم ایسے تھے کہ ایک مرتبہ والدہ کو دانت کا درد تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو عجیب علاج بتلایا۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو پہلے آپ نے انگوٹھے پر لہسن بندھوایا۔ بات تو عرصہ کی ہے، ممکن ہے اس بیان میں غلطی ہو۔ میری والدہ کے انگشت پر چھالا پیدا ہو گیا اور ساتھ ہی دانت کا درد بند ہو گیا درست ہے۔ انگوٹھے اور انگشت شہادت کی درمیانی جگہ پر لہسن بندھوایا۔ وہاں چھالا اٹھا اور درد ختم ہو گیا۔ مبارکہ)

ہم ۱۹۰۹ء میں موجودہ مالدہ کے رخصتانہ پہ باہر کالج کے قریب "دارالسلام" کوٹھی میں چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ وہاں گھوڑی پر سوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے۔ اِن دنوں کے ہمارے گھر آنے پر آپ کا آنا جانا زیادہ ہو گیا تھا۔ والدہ کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے۔ ان سے جب ہم کلام ہوتے ان کا لہجہ بہت محبت بھرا ہوتا۔ گو میں بچہ تھا۔ مگر اس وقت بھی مجھے اس خاص شفقت پدری کا احساس تھا۔ اور عموماً ان کے علاج کے لئے آیا کرتے تھے کیونکہ بھائی اور بہنیں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں۔ آپ خود ہی زچگی کے ایام میں نگرانی فرماتے جلوہ گاہ میاں عبداللہ خاں کی سبز گھوڑی پر سوار ہو کر آیا کرتے تھے۔ آپ کو سواری کے لئے یہ گھوڑی بہت پسند تھی۔ ایک مرتبہ یہ گھوڑی آنے میں تاخیر ہو گئی۔ شاید ہمارے ہاں آنے کے لئے آپ کو جلدی تھی۔ تو آپ مولوی عبدالحی کو منہ زور گھوڑی پر سوار ہو کر ہماری طرف آنے کیلئے عازم ہوئے۔ ابھی ریتی چھلہ وہ گھوڑی پہنچی تھی کہ گھوڑی منہ زور ہو گئی۔ بڑھاپے کا عالم تھا گھوڑی سے گر پڑے۔ آنکھ کے پاس پیشانی سے نیچے چوٹ آئی جو کچھ عرصہ کے بعد Malignant (جان لیوا) بن گیا۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب آپ معالج تھے۔ آپ (ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب) بہت نیک آدمی تھے مگر آپ کو تکیہ کلام کے طور پر ایک گالی زبان پر چڑھی ہوئی تھی۔ ہر فقرہ میں اس گالی کا ضرور استعمال ہوتا تھا۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے۔ حضور! یہ ردی گالی دے کر زخم صحتیاب نہیں ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا زخم کو بے تکلف گالی دینا اور پھر آپ کے روبرو۔ لوگوں کو بہت مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی مگر لوگوں کو علم تھا کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا تکیہ کلام ہے اور یہ مجبور ہیں۔ بہر حال یہ زخم جان لیوا بنا۔ آپ نہایت کمزور ہو گئے۔ اس حال جلسہ مدرسہ احمدیہ کے میدان میں دفعہ قادیان کے اندر منعقد ہوا۔ آپ کی آواز بہت کمزور تھی اور خطبہ بھی مختصر تھا۔

حضرت خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ (قبل خلافت) کی کوشش سے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے ارشاد و حکم سے ہمیں ہمارے والد رضی اللہ عنہ نے سکول میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ حالانکہ پہلے

والد سکول میں داخل کرنے کے سخت خلاف تھے۔ ہماری عمریں ہماری تعلیم کے لحاظ سے بہت تجاوز کر گئی تھیں۔ میرے برادر اکبر عبدالرحمن خان صاحب تو چھوٹی کلاسز کے لئے کافی بڑی عمر کے ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کو ایک قسم سے سبکی معلوم دیتی تھی کہ چھوٹے بھائی بڑی کلاسز میں لے لئے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بنا پر سکول چھوڑ دیا۔ میں نے اور میاں عبداللہ خان نے سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے مولوی صدر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کو بلا کر حکم دیا کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ مولوی صدر الدین صاحب خود بھی ہمیں انگریزی پڑھانے کے لئے وقت دیا کرتے تھے۔

ہماری پیدائش سے قبل آپ (حضرت خلیفۃ اولؓ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے مطابق میرے والد کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے ایک سال سے زائد تک خیر والی کوٹ میں جو ہمارا گاؤں ہے جہاں ایک وسیع مکان بنا ہوا تھا آکر ٹھہرے۔ ہمارے نام بھی آپ نے ہی رکھے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی پٹی تو پوری آپ نے ہم تینوں بھائیوں پر ختم کر دی اَلۡحَمۡدُ میں ایک اور مجھ سے بھی چھوٹا بھائی تھا۔ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کا سلسلہ آغاز فرمایا۔ کیونکہ مجھ سے چھوٹے بھائی کا نام عبدالرب بھی آپ نے ہی رکھا۔ وہ فوت ہو گیا تھا چند روز کے بعد)

قادیان میں آپ کے مطب میں ایک دو مرتبہ مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ چٹائی کا فرش۔ کچا مکان۔ درمیان میں آپ تشریف فرما ہوتے۔ داہنے جانب مولوی قطب الدین صاحب نسخے دیکھ کر ادویہ تیار فرماتے۔ مریض اور غربا کا جمگھٹ۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ امیر ہے یا وہ غریب ہے۔ جو پہلے آتا اسے دیکھتے۔ نباض غضب کے تھے۔ نبض سے ہی آپ سب روگ کا پتہ چلا لیتے۔ مریض سے بھی پوچھتے۔ مگر بہت کم۔ نبض پر ہاتھ رکھا ہوتا اور ساتھ ہی آنکھیں بند کر لیتے۔ اسی طرح غربا کے ساتھ سلوک۔ کوئی کہتا ہے غریب ہوں۔ بچیاں اوپر تلے جوان ہو رہی ہیں شادی کا خرچ برداشت کرنے کی استطاعت نہیں کوئی کہتا۔ مدت سے بیماریوں نے تباہ کر دیا کوئی نہیں ادویہ اور علاج کے لئے پیسے نہیں۔ بہر حال بھانت بھانت کی ضروریات مسکین غریب پیش کرتے۔ مگر کسی کو نہ نہیں کرتے۔ فرماتے کہ اچھا بیٹھو جو قسمت میں ہو گا تم کو مل جائے گا آپ کی حکمت کا چرچا تھا قادیان سے باہر دور دور تک۔ کوئی کارڈ یا پوسٹ کارڈ (بذریعہ خط و کتابت) کے ذریعہ علاج کراتا۔ کوئی آدمی بھیج کر حال بتلاتا۔ کبھی کوئی امیر خود بھی آ جاتا۔ جینوں رہ کر علاج کراتا۔ روپیہ ڈاک کے ذریعہ بھی مریض بعد شفا بھیجتے۔ بعض آپ خود پیسہ روپیہ دے کر جاتے۔ مگر آپ خدا پر توکل کر کے جو کچھ آتا کبھی اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے۔ نگر سے ایک قلمدان لے کر مطب آتے وہی اٹھا کر لے جاتے جو کچھ آتا وہ درجہ بدرجہ جو پہلے آیا اُسے یہ بول کر دے دیتے لو اٹھاؤ یہ تمہاری قسمت کا تم کو بھیجا گیا ہے۔ البتہ ایک شخص احمد دین نامی جو ایک آنکھ سے نابینا تھا۔ قادیان کی سیدھی سادھی فضا سے زیادہ ہوشیار اور چالاک تھا۔ وہ حضرت مولوی صاحبؓ سے بے تکلف باتیں بھی کر لیتا تھا اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ صغریٰ صاحبہ کا بھی اعتباری شخص تھا۔ اس کو بیگم صاحبہ نے کہا ہوا تھا کہ مولوی صاحب خود تو کچھ گھر نہیں دیتے تم ہی وہاں سے بے پتہ کچھ لے آیا کرو تاکہ ہنڈیا تو چولہے پر چڑھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اتنے سچے وفادار عاشق دوست تھے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب لاہور تھے یا کہیں اور۔ وہاں سے حضرت مولوی صاحب کو تار بھیجا۔ آپ مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی اتفاقاً وہاں موجود تھے۔ آپ انگریزی خود نہ پڑھ سکتے تھے۔ تار جب آپ کو ملی تو آپ نے مولوی محمد علی کو تار دے کر کہا بتلاؤ اس میں کیا لکھا ہے۔ پڑھ کر بولے آپ کو حضرت صاحب نے بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا اور اصرار کیا کہ اس تار کے صحیح معنے بتلاؤ۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ ترجمہ تو یہی ہو سکتا ہے کہ آپ فوراً آ جائیں۔ آپ پھر کچھ نہیں بولے۔ خاموشی سے وہی قلمدان اٹھایا اور جس حالت میں بیٹھے تھے اٹھ کر بٹالہ کی کچی سڑک پر گئے۔ بعد میں لوگ آپ کے گھر جا کر بستر اور دیگر سامان یکہ پر لاد کر لاتے اور ڈلہ کے پل پر آپ کو آن لیا۔ چنانچہ یکہ پر بٹھلایا گیا۔ ایک آدھ آدمی ساتھ ہوا۔

خدا پر توکل اس قدر تھا کہ بیان سے باہر۔ جیسا کہ سنا ہے آپ مہاراجہ کشمیر کے خاص حکیم تھے۔ ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ اس زمانہ میں اس قدر ماہانہ آمد فی بہت تھی۔ مگر آپ کے ساتھ غریب غربا، طالب علم، درویش بے انتہا تھے جن کے اخراجات روزمرہ آپ ہی کے ذمہ پر تھے۔ جس کے باعث یہ آمد کفایت نہیں کرتی تھی۔ ایک ساہوکار جو آپ کا بے انتہا ادب کرتا تھا اور آپ کو حساب کتاب میں صاف سمجھتا تھا بوقتِ ضرورت بے دریغ قرض دیا کرتا تھا۔ آپ پر قرض دو لاکھ کے قریب ہو گیا وہ جب اپنی سوجھ بوجھ کے لحاظ سے سمجھایا کرتا تھا کہ مولوی صاحب! آپ خود کو زیر بار نہ کیا کریں بلکہ دکھ تکلیف کے لئے کچھ بچایا کریں

پرتاب سنگھ مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔ امر سنگھ مہاراجہ بنا۔ بھائیوں بھائیوں میں دیرینہ شکر رنجی کا سلسلہ چلا آتا تھا۔ چنانچہ متوفی کے آوردہ اشخاص کو ۲۴ گھنٹہ کا شہر بدر کا حکم مل گیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ بھی مستثنیٰ نہ سمجھے گئے۔ گو آپ ایسے پالیٹکس سے بالا تر تھے مگر کم فہم مہاراجہ نے اس موتی کو بھی ہاتھ سے گنوا دیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس امر کا علم دیا۔ آپؑ نے انہیں حکم دیا فوراً قادیان چلے آؤ۔ خدا کی قدرت جب ۲۴ گھنٹہ میں سے صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے تو اس بنیئے نے پھر آپ کو یاد دہانی کرائی۔ کہ مولوی صاحب! آپ نے میری ایک نہ مانی۔ اگر کچھ اندوختہ ہوتا اس بے سرو سامانی کی نوبت نہ آتی۔ مگر مولوی صاحبؓ پر ذرہ بھر پریشانی نہ تھی۔ یہ آسمانی مدد سمجھو یا آپ کے صبر کا انعام تھا کہ مہاراجہ متوفی کی رانی کا کوئی اے ڈی سی آیا اور بولا رانی صاحبہ کو آپ کے شہر بدر ہونے کا علم ہوا، ان کو افسوس ہے کہ اب سلوک آپ سے کیا گیا ہے اور رانی صاحبہ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ مقروض ہیں قرض دار مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہذا کچھ رقم بطور امداد بھیجی جاتی ہے۔ حیرت ہے وہ رقم اسی قدر تھی جتنا کہ آپؓ نے لوگوں کا دینا تھا۔ مولوی صاحبؓ نے بنیئے کو جو وہاں ہی موجود تھا کہا کہ دیکھو متوکل لوگوں کی ہمارا خدا ایسے مدد کرتا ہے۔ قرض کی ادائیگی کرنے کے بعد مولوی صاحب کے پاس کچھ نہ بچا۔ مگر آپ نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرنا تھی۔ آپ اپنے طالب علموں کی جماعت کو لے کر چل پڑے۔ اُس زمانہ میں کراچی ایک تانگہ نما سواری ہوا کرتی تھی جو سری نگر سے چلتی تھی اور ہر بارہ میل پر راولپنڈی تک پڑاؤ کرتی گھوڑے بدلتی دو تین دن میں سفر طے کر کے پنڈی کے اسٹیشن پر سواریوں کو پہنچا دیتی۔

کشمیر سے واپسی کے اس سفر میں غالباً مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی حضرت مولوی صاحبؓ کے ساتھ تھے۔ چونکہ یہ واقعہ سماعی ہے اس لئے اس کے متعلق میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ ہی ساتھ تھے یا کوئی اور مولوی صاحب۔ مزید یہ بھی سنا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ اس زمانہ کے لحاظ سے زیادہ اچھے اور بہتر کپڑے پہنتے تھے اُن کی واسکٹ میں جیبیں تھیں۔ اس لئے حضرت نورالدین اعظمؓ نے سفر کے لئے جو رقم رکھی تھی یہ کہہ کر مولوی صاحب آپ کی واسکٹ میں جیبیں ہیں رقم آپ کے پاس محفوظ رہے گی۔ رقم ان کے حوالہ کر دی۔ کشمیر سے پنڈی تک کئی پڑاؤ آتے تھے۔ ایک مقام پر یہ

قافلہ ٹھہرا۔ نماز کا وقت تھا سب نے وضو کیا۔ اُن مولوی صاحب نے وضو کرتے وقت واسکٹ اتار کر قریب ہی ایک درخت پر لٹکا دی مگر بعد فراغت نماز عدم توجہی کی وجہ سے واسکٹ اُٹھانا یاد نہ رہا۔ بہت دور نکل گئے تو یاد آیا۔ زادِ راہ یہی تھا۔ بڑی فکر ہوئی پڑے تانگی سے حضرت نورالدین اعظمؓ کو اطلاع کی۔ آپ نے کوئی فکر اور پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔ اور سفر جاری رکھا۔ قافلہ بے حد پریشان تھا کہ پنڈی پہنچ کر ٹکٹ لینے ہوں گے۔ جب پنڈی کا شہر نظر آنے لگا تو اُن مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور اسٹیشن چلیں یا جہاں آپ فرمائیں وہاں قیام کریں۔ مگر اس متوکل بزرگ ہستی نے اصرار سے کہا اسٹیشن پر جانا ہو گا اور سفر جاری رکھنا ہو گا۔ ساتھیوں کو دھڑکا اور بے چینی تھی کہ ٹکٹ خریدنا ہیں اور سفر کے لئے روپے پیسے کی مزید ضرورت ہے۔ مگر حضرت مولوی صاحبؓ کے حکم کی خلاف ورزی کسی کی مجال نہ تھی۔ پنڈی کا ریلوے اسٹیشن بالکل قریب آ گیا۔ اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں ایک لینڈو گاڑی میں دو سبک رفتار مشکی گھوڑے جُتے ہوئے کوچوان زری کی پگڑی پہنے، سرخ کوٹ، بوٹ اور پیٹیوں سے آراستہ اور پیچھے دو سائیس ایسے ہی نفیس لباس میں ملبوس، ہاتھ میں چوریاں لئے ہوئے گاڑی تیزی سے لئے آ رہے ہیں۔ جب لینڈو گاڑی حضرت مولوی صاحبؓ کی کراچی گاڑی کے قریب پہنچی تو وہیں رک گئی ایک معقول وجیہہ صورت شخص شیروانی اور تنگ پاجامہ میں ملبوس گاڑی سے اُترا اس نے حضرت مولوی صاحبؓ کو درباری سلام کیا اور عرض کیا مجھے فلاں نواب صاحب نے یہ اطلاع پا کر کہ آپ پنڈی آ رہے ہیں بھیجا ہے اور آپ کو اپنی کوٹھی پر لانے کے لئے اصرار کیا ہے۔ کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ سخت علیل ہیں کسی طبیب حکیم ڈاکٹر کے علاج سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے مجبوری کا عذر کیا۔ مگر وہ شخص بے انتہا مصر ہوا۔ بالآخر آپ پر نزاکتِ حالات کا اثر ہوا۔ آپ نے اصرار کو چھوڑ دیا اور اُس گاڑی میں بیٹھ گئے۔ قافلہ کو اسٹیشن جانے کا حکم دیا۔ نواب کی بیگم واقعی بہت بے چین اور علیل تھی۔ آپ نے حسبِ عادت تشخیص ایسی زبانی جیسا کہ تیر نشانہ پر لگتا ہے تشخیص اگر صحیح ہو تو علاج کا بھی اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کے علاج سے بیگم کو فوراً تسکین سی ہو گئی اور وہ گھبراہٹ قطعی غائب ہو گئی۔ نواب نے جو ہدیہ پیش کیا وہ زادِ راہ کیلئے کافی سے کہیں زیادہ تھا۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# برکاتِ خلافت (بقیہ صفحہ ۶)

(بقیہ صفحہ ۶)

...نظا پر نگران تھے یہودیوں کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے۔ (مائدہ رکوع ۷)

اس آیت سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی انبیاء ایسے آئے تھے جن کا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا قیام تھا یا دوسرے الفاظ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور فرماتا ہے۔ وَقَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ۔ (مائدہ ع ۷) یعنی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ قرار دیتا ہے۔

خلافت کی ایک قسم یہ بھی ہے جس کا ذکر آیت مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اور آیت استخلاف کے مفہوم کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے خدا تعالیٰ نے جاری فرمائی ہے جیسا کہ حضرت بانئ جماعت احمدیہ کا اس خلافت کے بارہ میں دعویٰ ہے کہ آپ اُمتی نبی ہیں۔ اور خاتم الخلفاء ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنے بعد بھی آیت استخلاف کے وعدہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کے جاری رہنے کا ذکر فرمایا ہے پس جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ۔ حضرت علی رضؓ خلیفہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی اسی نہج پر خلافت راشدہ قائم ہوئی اور حضرت حکیم حاجی مولوی نورالدین صاحبؓ حضرت مصلح موعودؓ۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء ہیں۔

## الوہیت نبوت اور خلافت کا جوڑ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

یعنی اس نور کی مثال ایک طاقچے کی سی ہے۔ جس میں ایک تیز روشنی والا چراغ رکھا ہوا ہو۔ مشکوٰۃ اس طاقچے کو کہتے ہیں جو دیوار میں بنا ہوا ہو۔ اور دوسری طرف سوراخ نہ ہو اور وہ بتی ایک چمنی یا گلوب میں ہو۔ اور وہ چمنی اور گلوب ایسے اعلیٰ درجہ کے شیشے کا بنا ہوا ہو۔ اور ایسا روشن ہو گویا وہ ایک ستارہ ہے جو چمک رہا ہے اس جگہ اللہ تعالیٰ کے نور کو تین چیزوں میں محصور قرار دیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ کامل نور تین ذرائع سے ہوتا ہے۔ ایک مشکوٰہ سے ایک مصباح سے اور ایک زجاجہ سے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجودیکہ قرآن کریم ایسے زمانے میں نازل ہوا جبکہ سائنس اعلیٰ کمال کو نہیں پہنچی تھی اور ایسے ملک میں نازل ہوا جہاں کے لوگ تہذیب و تمدن سے بھی ناآشنا سمجھے جاتے تھے۔ اور ایسے انسان پر نازل ہوا جو اُمی تھا۔ پھر بھی روشنی کے کمال کو جس عجیب طرز سے ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بیسویں صدی کا سائنس دان روشنی کی حقیقت بیان کر رہا ہے۔ ہریکین اور ٹارچوں میں یہی اصول کار فرما ہے۔ غرض یہ تین چیزیں بیان کی گئی ہیں جن سے نور مکمل ہوتا ہے۔ ایک تو شعلہ ہے جو آگ ہے۔ لیکن جب وہ نبی کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے تو پھر وہ نور ہو جاتا ہے۔ یعنی لیمپ کی طرح اسکی روشنی بہت تیز ہو جاتی ہے یعنی نبوت جب یہ نور آکر مکمل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا زمانہ محدود ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی بھی موت سے محفوظ نہیں۔ پس روشنی کو دور تک پہنچانے کے لئے اور زیادہ دیر تک قائم رکھنے کے لئے ضرور تھا کہ کوئی تدبیر کی جاتی ہے سو اللہ تعالیٰ نے ایک رس ریفلیکٹر بنایا جس کا نام خلافت ہے۔ جس طرح طاقچہ تین طرف سے روشنی روک صرف اس جہت میں ڈالتا ہے۔ جدھر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خلفاء وہ نبی کی قوتِ قدسیہ کو اسکی جماعت میں ظاہر ہونے ہوتی ہے۔ ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں

غرض اس آیت میں الوہیت، نبوت اور خلافت کا جوڑ بتایا گیا ہے اگر کوئی کہے کہ خلافت بھی ختم ہو جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خلافت کا ختم ہونا یا نہ ہونا انسانوں کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ اس خلافت کی بے قدری نہ کریں تو یہ طاقچہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک قائم رہ کر اسکی طاقت کو بڑھانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ خود اس انعام کو رد کر دیں تو اس کا علاج کسی شخص کے پاس نہیں تاریخ کے واقعات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ نہ صرف خلافت راشدہ میں ہی تیس ۳۰ سال کی برکات نے وہ کرشمہ دکھلایا کہ جو بعد میں ہزار سالہ بادشاہتیں بھی نہ دکھا سکیں۔ خلافتِ حقہ کا نور تو مسلمہ امر ہے۔ ناقص خلافتوں کے ذریعہ سے بھی نور چار سو سال تک سپین اور بغداد میں ظاہر ہوتا رہا۔ اور اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد پھر خلافت کو قدرتِ ثانیہ کے ذریعہ ظاہر فرمایا ہے۔ اور آپؑ کا الہام "کلیسا کی طاقت کا نسخہ" ہمیں توجہ دلا رہا ہے کہ اس پر عمل کے نتیجہ میں تقریباً انیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔ جب عیسائیوں نے اپنی بے جان خلافت کے دامن کو پکڑ کر اسکو انیس سو سال چلایا ہے۔ اور اس کے ذریعہ طاقت حاصل کی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم جنہیں خدا تعالیٰ نے زندہ اور بابرکت خلافت عطا فرمائی ہے جو حقیقی طاقت کا ذریعہ ہے اسے قیامت تک چلانے کی کوشش نہ کریں۔ جبکہ اس نے ہی اپنے فضل سے ہمیں پہلوں کا وارث بنایا ہے تو کیوں نہ اب ہم یہ کوشش کرتے جائیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادموں کے پاس ہی رہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات خلافت کے ذریعہ دنیا میں قائم و دائم رہیں۔ اے خدا تو ہمیں اور ہماری نسلوں کو ایسی ہی توفیق بخش۔ آمین۔

## خلافت اور نبوت کے ادوار کی شناخت

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبوت اور خلافت میں یہ عظیم الشان فرق بتایا ہے کہ نبوت تو اس وقت آتی ہے۔ جب دُنیا فساد اور خرابی سے بھر جاتی ہے جیسے فرمایا

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (روم ع ۵)

لیکن خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط کرنے کے لئے نہیں آتے بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ گویا نبوت تو ایمان اور عمل صالح کے مٹ جانے پر آتی ہے اور خلافت اس وقت آتی ہے جب قریباً تمام کے تمام ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت اس وقت شروع ہوتی ہے جب نبوت ختم ہو جاتی ہے۔ اور درمیانی زمانہ جبکہ نہ تو دُنیا نیکو کاروں سے خالی ہو اور نہ ہی بدی سے پُر ہو۔ دونوں کی برکات سے محروم کرتا ہے کیونکہ نہ تو بدی شدید ہوتی ہے کہ نبی آئے اور نہ نیکی کامل ہوتی ہے کہ ان سے کام لینے والا خلیفہ آئے۔ پس اس ضمن سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلافت کا مٹنا خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ اُمت کے گناہگار ہونے کی دلیل ہے۔ سورۃ العصر میں خدا تعالیٰ نے قسم کھا کر بتایا ہے کہ اگر انسان ایمان۔ اعمال صالحہ۔ تبلیغ حقہ اور اپنی تعلیم پر صبر و استقلال سے قائم نہیں رہے گا۔ تو یقیناً وہ گھاٹے کا شکار ہو کر رہے گا۔ اور آیت استخلاف میں بتایا کہ خلافت کا انعام ایسی ہی قوم کو ملتا ہے جو ایمان لانے والی۔ اعمال صالحہ بجا لانے والی تبلیغ حق میں ہر دشنات سے مصروف رہنے والی ہے۔ پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ذہن میں یہ چاروں خاصیتیں کسی جماعت میں موجود ہیں۔ تو یہ خود بخود ثابت ہو جاتا ہے کہ یقیناً اس جماعت کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات دنیا میں آپ کی نیابت میں بذریعہ خلافت جاری ہیں اور جو اس خلافتِ حقہ اسلامیہ سے دور ہے۔ وہ برکاتِ خلافت اور برکاتِ محمدی سے بھی محروم صریح گھاٹے اور خسران کا شکار ہے۔ آیئے مولانا ابوالکلام آزاد جیسے عالم کی زبانی سنیئے اور غور فرمایئے کہ دورِ حاضر کے مسلمان اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ کی تعمیل ہیں یا نہیں۔ مولانا اپنی کتاب مسئلہ خلافت کے صفحہ ۱۷، ۱۸ پر فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کی قومی زندگی کا اصل دور وہ تھا جب انکی قومی و انفرادی مادی و معنوی اعتقادی و عملی زندگی سر اجتماع و ائتلاف کی رحمت طاری تھی اور ان سے خسران و ادبار کی ہر [illegible] ور تھی پھر جب اجتماع و ائتلاف کی جگہ اختلاف کی [illegible] جدائی شروع ہو گئی۔

پھر فرماتے ہیں کہ "اجتماع کی یہ حالت حضرت علی علیہ السلام پر ختم ہو گئی۔ اسکے بعد اختلافات و انتشار کا دور شروع ہوا۔ اذان جلد از جلد تریقی اور...

# چند یادیں اور تاثرات (بقیہ صفحہ ۱)

قدم قدم پر اس نوعیت کی نصرت اور تائید کا اظہار ہوتا تھا جس سے اس مرد نیک کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سلوک کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے (کہ مولوی صاحب کے بڑھاپے کا عالم ہے اور کسی باعث آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ آپ کے کھانے پینے کی طرف جیسا کہ چاہیئے توجہ دینے سے قاصر ہیں) میرے والد صاحب کئی سالوں ایک چار منزلہ ناشتہ دان کھانے کا دو وقت مولوی صاحبؓ کے لئے بھجواتے رہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد بھی آپ کو کھانا جاتا رہا۔ آپ کو عموماً دستوں کا دورہ ہوا کرتا تھا۔ اُس سے آپ نہایت کمزور ہو جاتے تھے۔ میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ حضرت مولوی صاحبؓ گھوڑی پر سے گر جانے سے زخمی ہو گئے تھے۔ زخم نے آپ کو بے حد نڈھال کر دیا تھا۔ کمزوری اور عمر کی زیادتی کے باعث complication (پیچیدگی) پیدا ہو گئی تھی۔ پھیپھڑے پر بھی اثر ہو گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا آپ کو قادیان کی بستی سے نکال کر باہر کوٹھی میں بغرض تبدیلی آب وہوا لے جایا جائے۔ چنانچہ ہماری کوٹھی "دارالسلام" کا انتخاب اس غرض کے لئے کیا گیا۔ ہم لوگ بھی وہاں رہا کرتے تھے۔ کوٹھی تو بے ڈھنگی مگر وسعت سکونت بہت تھی۔ حضرت مولوی صاحبؓ اور ان کے اہل وعیال کے لئے مناسب جگہ خالی کی گئی۔ بجز میاں عبدالرحمن خاں کے دو کمروں کے ہم لوگ جہاں رہتے تھے وہاں ہی رہتے رہے۔ بلکہ حضرت خلیفہ ثانی رضؓ بھی ان ایام میں ہمارے ساتھ ہی رہے۔ بلکہ آپ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد وہاں سے ہی خلیفہ ثانی بن کر نکلے۔ آپ کی دونالی بندوق، الارم گھڑی، جسے ٹائم پیس بھی کہا جا سکتا ہے۔ ایک آدھ اور چیز حضرت اماں جانؓ دو چار دن کے بعد ساتھ لے گئیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے انتقال سے تین چار روز قبل وصیت لکھوائی۔ مجھے یاد ہے بڑی کمزور آواز سے یہ الفاظ لکھوائے تھے کہ میرا جانشین عالم باعمل ہو اور اس کے ساتھ اور کچھ بھی لکھوایا۔ وصیت بہت مختصر تھی جو میرے والد صاحبؓ کے سپرد بعد تحریر کی گئی جسے دوسرے خلیفہ کے انتخاب سے قبل پڑھ کر سنایا گیا یہ انتخاب مسجد نور میں ہوا۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا میرے والد نے وہ وصیت پڑھ کر سنائی تھی۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہیؓ نے بھی میاں صاحب کے حق میں تقریر فرمائی۔ ہر چہار طرف سے یہی آواز آتی تھی۔ میاں صاحب۔ میاں صاحب۔ بچے یاں پھلانگ پھلانگ کر لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اولؓ) کا وصال جمعہ کے روز ہوا تھا۔ میں اور حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ جمعہ پڑھ کر "دارالسلام" واپس آ رہے تھے۔ کسی شخص نے مقابل سے آ کر کہا حضرت مولوی صاحب اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میاں بشیر احمدؓ پہلے تیز چلے اور انا للہ الخ پڑھتے جا رہے تھے پھر آپ نے دوڑنا شروع کیا۔ میں نے اپنی وہی چال رکھی۔ وہاں حضرت میاں صاحب (خلیفہ ثانیؓ) ایک روش پہ اکیلے ٹہل رہے تھے۔ اور سخت اضطراب کی حالت میں تھے۔ اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اپنی علیحدہ ٹولی بنائے ہوئے کھڑے تھے۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ کا خلیفہ ثانی کی حیثیت سے تقرر ہونے پر بعد بیعت مختصر سی تقریر نئے خلیفہ نے خود کی۔ شام کو کافی اندھیرا ہونے پہ تدفین کے لئے بہشتی مقبرہ آپ کو لایا گیا۔ لوگ اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے بہشتی مقبرہ میں جنازے کے ساتھ داخل ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

## درخواست دعا

خاکسار کی خوشدامنہ محترمہ زاہدہ بانو صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحیم صاحب مرحوم کچھ عرصہ سے بسبب اعصابی کمزوری اور نزلہ و زکام علیل ہیں۔

خود خاکسار مشرقی و مغربی گوداوری کے تبلیغی دورے سے لوٹنے کے بعد بعارضہ Eczema بیمار ہے۔ اسی طرح میرے برادر نسبتی مکرم عبدالرشید صاحب کی اہلیہ محترمہ کے پیٹ کا اپریشن لندن میں ہوا ہے جو بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا ہے ہر سہ کی کامل شفایابی اور کامل صحت کیلئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ڈاکٹر آفتاب احمد تیماپوری شاہ علی بنڈہ حیدرآباد

# شادی خانہ آبادی

عزیزم میر عبدالرحمن صاحب ابن مکرم میر غلام رسول صاحب آف یاڑی کی تقریب رخصتانہ عزیزہ امۃ الرحمن صاحبہ بنت مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ آف یاڑی پورہ کے ساتھ ۸/ شہادت ۱۳۵۰ ہش مطابق ۸/ اپریل ۱۹۷۱ء عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ یاڑی پورہ نے تلاوت قرآن کریم و نظم اور موقعہ کی مناسبت سے ایک تقریر کی۔ جس کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

تمام احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اسلام اور احمدیت اور ہر دو خاندانوں کے لئے برکت کا موجب بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ ہو۔ آمین۔

مکرم میر غلام رسول صاحب نے اس خوشی میں پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے اعانت بدر میں دیئے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

خاکسار عبدالحمید ٹاک
سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ

# درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار "Assistants Grade Exam" کا امتحان دینے والا ہے۔ امتحان پہلی جون سے شروع ہوگا۔ تمام احباب و بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس امتحان میں نمایاں کامیابی عطا کرے۔ اور اس کے بابرکت نتائج سے نوازے۔

خاکسار قریشی محمد یوسف احمدی تیماپوری بی۔ایس۔سی۔ ایل ایل۔بی۔

(۲) عاجز کے والد سید جلال الدین احمد صاحب بواسیر (PILES) اور LOW BLOOD PRESSURE ہو جانے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ عاجز کی بڑی بہن کے دو بڑے آپریشن کئے گئے جس کی وجہ سے وہ بھی بے حد کمزور ہو گئی ہیں۔ عاجز کی نانی اماں کی بینائی کم ہوتی جا رہی ہے اور ایک آنکھ میں CATRACT ہو گیا ہے۔ ہر سہ کی کامل شفایابی اور صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔ نیز عزیزان سید عزیز احمد۔ سید تنویر احمد۔ سید نیر احمد۔ سید خالد احمد۔ سیدہ اُم الفضائل۔ سید قمر احمد۔ سیدہ خورشید احمد۔ سیدہ امۃ المتین۔ سیدہ امۃ الحلیم۔ سید محمد انور۔ سیدہ اُم رونق اپنے اپنے سالانہ امتحان دے رہے ہیں۔ جملہ درویشان اور جماعت کے تمام بزرگان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے اپنے امتحان میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار سید وثیق الدین احمد کٹک

# ضروری اعلان

ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب آف قادیان کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ اخراج از قادیان و پنجاب کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔ بعد میں پہلے فیصلہ کی تعمیل کر لینے پر انہیں دوسری سزا معاف کر دی گئی تھی۔ لیکن باوجود پہلے فیصلہ پر کاربند رہنے کا وعدہ کرنے کے ٹھیکیدار صاحب عملاً قادیان و پنجاب سے باہر رہنے کی پابندی کی مسلسل خلاف ورزی کرتے رہے۔

چنانچہ نظارت ہذا کی طرف سے تازہ صورت حال پیش کرنے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب کو دوبارہ اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا کی منظوری دی ہے۔

جملہ احباب جماعت حضور کے اس فیصلہ کی پوری پوری پابندی کریں۔

ناظر امور عامہ قادیان

# خلافتِ ثالثہ کے موجودہ دور میں ہماری ذمہ داریاں

مکرم مولانا عبد المالک خاں صاحب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ

یہ دور دجالی فتنوں کا دور ہے جن کے مٹانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو ایک جماعت عطا فرمائی۔ پھر آپ کے مشن کی تکمیل کے لئے آپ کی وفات کے بعد خلافت دائمی کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ اس زمانہ میں رحمن اور شیطان کی آخری جنگ ہے اور ہم خدا کی فوج کے سپاہی ہیں۔ اس واسطے ہمارے لئے کامیابی کی یہی راہ ہے کہ ہم بدلے ہوئے حالات میں بدلا ہوا رویہ اختیار کریں۔ دُنیا کے ہر اہم حادثہ پر انسان کے اندر طبعی طور پر کچھ تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً آدمی بیٹھا ہوا ہو تو ایک عزیز یا قریبی پاس سے گزرتا ہے تو معاً چہرے کی رنگت متغیر ہو جاتی ہے۔ کوئی بڑا آدمی گزرتا ہے تو اس کے لئے وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو جاتا ہے یا کم از کم ہل جاتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی آمد کا علم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان انبیاء آتے ہیں قرآن کریم میں ان کو خدا کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت میرے عزیزو اور بزرگو! خدا نے افواج محمدیؐ کا جو سپہ سالار آپ کو عطا کیا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتایا ہے:۔

انا نبشرك بغلام
مظهر الحق والعلا
وكان الله نزل من
السماء انا نبشرك
بغلام نافلة لك.

یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا کا نزول ہوگا اور ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

پھر آپ کے والد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خدا نے بتایا:۔

"میں تجھے ایک لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا"۔

(الفضل ۵ رمارچ ۱۹۱۵ء)

پھر خدا نے آپ کو قدرتِ ثانیہ کا تیسرا مظہر بنایا جس کی بابت ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً یہ بتایا گیا

انا نبشرك بغلام اسمه
يحيى الم تر كيف فعل
ربك باصحاب الفيل

یعنی ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو یحیٰی پانے والا ہوگا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا

یہ الہام ۶ ۔ ۷ رنومبر ۱۹۰۷ء کا ہے اس میں ایک پوتے کی بشارت دی گئی ہے جسے نافلہ کہا گیا ہے کیونکہ پوتے کے لئے بیٹے کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا ابن عبد المطلب حالانکہ آپ حضرت عبد المطلب کے پوتے تھے۔ اس لئے یہ الہام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ہے۔ خدا نے آپ کے زمانہ میں مخالفین اسلام کی بابت یہ خبر دی ہے کہ وہ اصحاب الفیل کی طرح اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۰ء میں یہ بشارت دی۔

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہوگا تو اگر دنیا کی کل حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"۔

پس خدا کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس نے آپ کو ایسا زمانہ نصیب کیا۔ چونکہ شیطان کی شکست اور اسلام کی فتح قریب کی گئی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں آپ سب کو پوری قوت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبہ کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی۔ احمدیت فتح مند ہو کے رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ میں بوڑھوں اور جوانوں مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ۔ اسلام کی فتح کے دن اٹل ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا دن طلوع ہو چکا ہے۔ اس کا فضل شاملِ حال رہا تو یہ بظاہر ناممکن ممکن ہو کے رہے گا"۔

(الفضل ۲۱ رجون ۱۹۷۰ء صفحہ ۳)

اے حامیانِ دین! خلیفۂ وقت کی یہ بشارت ہم پر بہت سی ذمہ داریوں کو عائد کرتی ہے جن میں سے چند ایک کی طرف نشاندہی کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

## پہلی ذمہ داری

ہم پر لازم ہے کہ ہم خلافت کی اہمیت کو ہمیشہ نظر رکھیں۔ کیونکہ خلافت کا ہمارے ایمانوں سے گہرا تعلق ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص یہ دعوے کرتا ہے کہ وہ مومن اور نیکوکار ہے مسلمانوں کی ہر جماعت کا یہی دعویٰ ہے۔ پھر یہ کیونکر فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ صحیح معنوں میں کون مومن ہے اور کون نہیں۔ چونکہ ایمان کی تعریف ہی یہ ہے۔ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان اس کے ماتحت ہم زبان کا اقرار تو سن سکتے اور سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن دل کے راز کا واقف تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں۔ دل کا راز تو وہ علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ اس لئے ہم کو اس بارے میں خدا تعالیٰ کے کلام کی شہادت مطلوب ہوگی اور ہم اسی کو سچا مومن سمجھیں گے جسے خدا مومن قرار دے۔ خدا کی گواہی ہمیں کیونکر حاصل ہو۔ اس بارے میں خدا نے ایک اصل قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ کہ اے لوگو! تم میرے عہد پورے کرو تو میں نے تم سے جو عہد کئے ہیں میں انہیں پورا کروں گا۔ پس جس جماعت یا فرد سے خدا اپنے عہدوں کو پورا کرتا ہے وہی گروہ خدا کی نگاہ میں مومن و نیکوکار ہوگا۔ آیئے ہم یہ بات قرآن کریم سے ہی معلوم کریں کہ خدا نے مومن بندوں سے کیا کیا وعدے کئے ہیں۔ اور وہ کن کے حق میں پورے ہوئے۔ سو ایک وعدہ خدا کا مومن بندوں سے یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ خدا مومن اور نیکوکار لوگوں میں ویسے ہی خلیفہ مقرر کرے گا جیسے پہلے لوگوں میں اس نے خلیفہ مقرر کئے۔ یہ بات صرف ہم نہیں کہتے بلکہ جب ہندوستان میں علی برادران نے خلافت موومنٹ شروع کی تھی قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح تھی یا غلط اس میں جو لوگ سرگرم عمل تھے۔ وہ بھی علی الاعلان یہی کہتے تھے کہ

"اگر ہم میں ایمان اور اعمال صالحہ ہوتے تو ہم سے خلافت جیسی نعمت عظمیٰ کے حصول کی اہلیت سلب نہ کر لی جاتی"۔

پس خلیفہ کا وجود ہمارے مومن اور نیکوکار ہونے کی آسمانی شہادت ہے۔ جب خلافت کا ہمارے ایمانوں سے اتنا گہرا تعلق ہے تو ہم پر کیا یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ ہم دل و جان سے اس کی قدر کریں اور شب و روز پروانوں کی طرح اس شمع کے گرد چکر لگائیں اور اس کی اطاعت میں محو ہو جائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اُٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہیئے۔ امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے"۔

(الفضل ۵ رجون ۱۹۳۷ء)

نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ وقت کی اطاعت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں ہزار دفعہ کوئی کہے کہ اس احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں۔ جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت میں زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا"۔

(الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

## دوسری ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء میں مختلف خواص رکھے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اور یہ خاصیتیں خواہ بظاہر دیکھنے میں آئیں یا نہ آئیں مگر چیزوں میں موجود ضرور ہوتی ہیں۔ اسی طرح سماجی اخلاقی اور روحانی امور میں بھی اللہ تعالیٰ نے مخصوص خوبیاں رکھی ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ یعنی جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اور جماعت کو خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے اسی طرح قرآن کریم ہم کو یہ بتاتا ہے کہ اسلامی خلافت میں ہی خدا نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ دین کی تمکنت کا موجب ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ یعنی خدا اسلام کو خلفاء کے ذریعہ تمکنت عطا کرے گا۔ موجودہ زمانے میں اس حقیقت پر ہم سب گواہ ہیں کہ اس زمانہ میں مسلمان حکومتیں بھی ہیں اور انجمنیں اور تنظیمیں بھی ہیں ثروت و دولت اور جتھہ بھی ہے۔ لیکن وہ اسلام کی اشاعت نہ کر سکیں۔ اور خدا نے خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہی دین کو قوت و تمکنت عطا کی اور روز بروز جماعت ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اس کی پوری تاریخ ارشاد خداوندی لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ کی تفسیر ہے آج اسلام کے جانباز سپاہی علم اسلامی لئے ہوئے دنیا کے کناروں تک پہنچ چکے ہیں۔ اور یہ کارواں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں رواں دواں ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔"

(درس القرآن صفحہ ۷۲ مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

میں یہاں خلافت ثالثہ کے مبارک و مقدس دور میں دین کو حاصل ہونے والی تمکنت کا ایک خاص پہلو دکھانے کے لئے ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یورپ اور مغربی افریقہ کے تاریخی سفروں اور ان کے عظیم الشان نتائج کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

یورپ اور مغربی افریقہ کے سفر کا

## ذکر قرآن مجید میں

آپ جانتے ہیں کہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن و مقابل ہے مغربی ممالک میں سارا یورپ اس کے زیر اثر ہے اور افریقہ کا بیشتر حصہ اس کا شکار تھا۔ ان حالات میں غلبۂ اسلام کی تدابیر کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کا سفر کرنے کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے سفر بغیر اسلام کی حفاظت کامل نہیں ہو سکتی۔ یہ ذکر سورۂ کہف میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ ذوالقرنین کی نسبت فرماتا ہے

حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝

(سورہ کہف آیت ۸۷)

یعنی ذوالقرنین ایک راستہ کی طرف چلا یہاں تک کہ وہ مغرب کے ملکوں میں پہنچ گیا اور دیکھا کہ یہ ممالک جہاں سورج ڈوبتا ہے ایک گدلے چشمہ کی طرح ہیں جس میں پانی تو ہے مگر بودار اور گندہ جو استعمال کے قابل نہیں رہا اور اس نے اس چشمہ کے پاس ایک قوم دیکھی جس کی نسبت ہم نے ذوالقرنین سے کہا قرآن کے متعلق کوئی فیصلہ کر۔ یا تو یہ فیصلہ کر کہ یہ تباہ کر دیئے جائیں اور یا تو ان سے ایسا سلوک کر کہ ان کی حالت اچھی ہو جائے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ذوالقرنین آپ کا نام ہے اور گدلے چشمے سے مراد مسیحی تعلیم ہے جو ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مگر اب وہ خراب ہو گئی ہے اور استعمال کے قابل نہیں مغرب کے لوگ اس چشمہ کے پاس ہیں یعنی اس گندی تعلیم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد وہ مغربی قومیں ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود یا ان کے جانشین کو ان ممالک کا سفر کرنا ہو گا کیونکہ قرآن مجید میں لکھا ہے فَأَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ ذوالقرنین ایسے ملک کی طرف گیا جو مغرب میں تھا۔

پس یہ سفر قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ سفر تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے تھا کیونکہ آیت قرآنی میں یہ کہا گیا ہے کہ خواہ ان کی بھلائی کی تدبیر کر خواہ ان کو ہلاک کر۔ گویا اللہ نے اسے اختیار دیا ہے کہ وہ کامل غور کے بعد فیصلہ کرے پس یہ فیصلہ خلیفۂ وقت حالات دیکھ کر ہی کر سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سفر یورپ میں مغربی ممالک کو آنے والے خطرات سے متنبہ کیا اور افریقہ میں مسیحیت کے استعمار سے بچنے کے لئے بہترین اسکیمیں تیار کیں اور اس کی تکمیل کے لئے نصرت جہاں ریزرو فنڈ قائم فرمایا۔ اور ڈاکٹروں اور پروفیسروں کو طلب فرمایا۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کے اس مبارک سفر کے ماتحت جو سکیمیں اس نے تیار کی ہیں ان میں اس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی جان و مال جذبات و وطن کی قربانی پیش کریں۔ کیونکہ اسی کے اندر غلبۂ اسلام کی فتح کے ہم حصہ دار بن سکیں گے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اگر مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا پانچ ہزار کیا۔ پانچ ارب کیا اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے حکم سے آگے قربان کر دی جائیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں۔ انہیں بار بار بتایا جائے کہ ساری برکت نظام میں ہے۔ انہیں سمجھایا جائے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے نظام اٹھا لیتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس قوم پر اپنی لعنت ڈالنا چاہتا ہے۔ اگر یہ باتیں ہر مرد ہر عورت ہر بچے ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تا وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں؟"

(تعلیم العقائد والاعمال خطبات حضرت مصلح موعود صفحہ ۲۳)

## تیسری ذمہ داری

ہم پر یہ ہے کہ ہم کثرت سے تسبیح و تحمید میں لگے رہیں کیونکہ قرآن کریم نے فتح و نصرت کے زمانہ کے قریب آنے کے ساتھ اس کا حکم دیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

یعنی جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آئے گی اور تو یہ نظارہ دیکھے گا کہ لوگ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اس موقعہ پر خدا کی حمد و تسبیح کر اور استغفار کر کہ خدا رجوع برحمت ہونے والا ہے

قوم کے بڑھاؤ کے ساتھ عدم تربیت کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اس لئے خدا نے ہمیں یہ حکم دیا اور اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر فرد جماعت پر تسبیح و تحمید اور استغفار کو لازم قرار دیا ہے۔ سو ہمیں چاہیئے کہ ہم اس طرف سے ہرگز غفلت نہ برتیں کیونکہ ہمارا یہ فعل ہم کو خدا کی معرفت اور اس کا قرب عطا کرے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اگر ہماری جماعت کے لوگ اور علماء قلب کی اصلاح کریں اور لوگوں کے دلوں میں عرفان اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کر دیں تو کروڑوں کروڑ لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اگر تبلیغ کے ذریعہ تم اپنے مذہب کی اشاعت کرو گے تو ایک ایک دو دو کر کے لوگ تمہاری طرف آئیں گے لیکن اگر تم استغفار اور تسبیح کرو اور اپنی جماعت سے گناہ دور کر دو تو پھر فوج در فوج لوگ آئیں گے۔ اور تمہارے اندر شامل ہو جائیں گے۔"

(خطبات تعلیم العقائد صفحہ ۶۶)

## چوتھی ذمہ داری

یہ ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کیلئے دعاؤں میں لگ جائیں کہ بغیر دعا یہ منزل طے نہ ہو گی اور یاد رکھیئے کہ دعا کی توفیق بھی خدا کے فضل سے ملتی ہے اور اس کا بڑا ذریعہ یہ ہے کہ ہم اپنے تمام مقاصد کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بار بار دعا کیلئے لکھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب خلافت صفحہ ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہے۔"

بالآخر میں اسی دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و توانا ہمارے پیارے امام کو کام کرنے والی صحت والی لمبی عمر عطا فرما اور ہم کو ایسی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما [illegible] حضور کا مضمون [illegible] آپ کے ارادے [illegible] آپ کی منشاء کے مطابق حرکت [illegible] خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین

# جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام بقیہ صفحہ (۲)

اور حضورؑ پورے جزم اور یقین کے ساتھ اپنی جماعت پر یہ امر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ خلافت کا آغاز اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ اللہ تعالیٰ کے پاس نہ چلے جائیں۔ اسی کے ساتھ وسوسہ اندازوں کا وہ وسوسہ بھی باطل ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد خلافت نہیں بلکہ انجمن حضور کی جانشین ہے۔ حالانکہ حضورؑ نے "دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔" کے ذریعہ صراحت فرما دی کہ حضورؑ کا جانشین خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت کھڑا کیا جائے گا جب حضورؑ کی وفات ہو۔ وسوسہ انداز نہیں دیکھتے کہ جس انجمن کو حضور کی وفات کے بعد حضور کا جانشین کہہ رہے ہیں وہ تو حضور کی اپنی زندگی میں تشکیل پا کر کام بھی کر رہی تھی اسلئے انجمن تو کسی صورت میں حضور کی جانشین اس پہلو سے نہیں ہو سکتی جسے حضورؑ نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور قدرتِ ثانیہ کا مظہر وہی وجود ہو سکتا ہے جسے حضور کی وفات کے بعد جماعت کی اکثریت منتخب کرے۔

علاوہ ازیں قدرتِ ثانیہ کے بارہ میں یہ جو حضور نے فرمایا کہ "وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔" اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور کی وفات کے بعد صرف ایک ہی شخص کے منصبِ خلافت پر فائز ہو جانے اور قوم کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لینے سے بات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ جب پہلے خلیفۃ المسیح کا زمانہ خلافت ختم ہو کر اللہ کو پیارے ہو جائیں گے تو خدا تعالیٰ دوسرے جانشین کو کھڑا کر دے گا۔ اور جب دوسرے جانشین اپنی طبعی عمرُ کو پورا کر چکیں گے تو خدا تعالےٰ تیسرے جانشین کو کھڑا کر دے گا اور یہ سلسلہ برابر چلتا چلا جائے گا۔ تا آنکہ قیامت آ جائے۔

اس میں تو جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک دائمی نعمت کا ذکر تھا مگر افسوس کہ منکرینِ خلافت نے خدا تعالےٰ کے اس انعام کو خود رد کیا۔ اور اس سے روگردانی کی۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے آیۃ استخلاف میں خلافت کے منصبِ جلیلہ پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جسے دو شرطوں کے ساتھ مشروط کیا۔ اور ساتھ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہمارے اس زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے جاری ہونے کی پیشگوئی فرمائی۔ اس حدیث کو پیشِ نظر رکھ کر جب غور کیا جائے تو اس جگہ ایک اور پُر لطف بات سامنے آتی ہے کہ جس مبارک وجود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہونی مقدر تھی وہ وہی ہے جسے بخاری شریف کی حدیث کی رو سے ثریا ستارے پر گئے ہوئے ایمان کو لانے کی توفیق ملنے والی تھی۔ خدا کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس زمانہ میں حسب پیشگوئی فارسی النسل وجود یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لئے وہ زندہ اور تازہ ایمان لائے اور ہمارے قلوب میں اس ایمان کی شمع روشن ہوئی۔ اس طرح ایک اور رنگ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت کے حق میں آیتِ استخلاف کی پہلی شرط جو وعد اللہ الذین اٰمنوا میں آمنوا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے پوری ہو گئی۔ اب، دوسری شرط جو وعملوا الصّٰلِحٰتِ کے الفاظ میں مذکور ہے اس کی پابندی سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ جماعتِ احمدیہ کے حق میں پورا ہو سکتا ہے۔ اور ہم مبائعین کا یہ موقف ہے کہ یہ وعدہ پورا ہوا۔ نہ صرف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے ساتھ بلکہ آپؓ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے انتخاب کے وقت بھی اور پھر ۱۹۶۵ء میں خلافتِ ثالثہ کے وقت بھی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک جماعت کے ذریعہ خلافت پر فائز کرنے کی دونوں شرطیں بدرجہ اتم پوری ہو گئی ہیں۔

پس خوش قسمت ہے جماعتِ مبائعین جن کے ایمان اور عملِ صالح کا پابند ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک ایک فرد کو ہر زمانہ میں خلافت کے منصب پر فائز کیا جس کی مؤید من اللہ قیادت سے جماعت ہر روحانی میدان میں آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کاش عامۃ المسلمین بھی اس بات پر مخلی بالطبع ہو کر غور کریں کہ اتحادِ اسلامی کا واحد ذریعہ خلافت ہی ہے۔ اور اس مثالی اتحاد کا شاندار نمونہ جماعتِ احمدیہ نے دُنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے اور خدمت و اشاعتِ دین کے میدان میں اس نے ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن سے دنیا کے تمام دوسرے اسلامی فرقے قطعی محروم اور بے نصیب ہیں۔ احمدیہ جماعت کو جو امتیاز حاصل ہوا تو پہلے امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے دلوں میں زندہ اور تازہ ایمان حاصل کیا اور مناسب حال اعمال کی اُس کو راہ ملی۔ اور آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے بتائے ہوئے اس طریق پر جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی جماعت احمدیہ خلافت کے ہاتھ پر جمع رہی اور خلافت کی کامیاب قیادت میں ساری دنیا کے اندر اسلام کی سربلندی اور اس کے روحانی غلبہ کا پروگرام نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اس لئے دانشمندی اسی میں ہے کہ وقت کے تقاضہ کو پہچانا جائے اور خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسرے سب مسلمان بھی احمدیہ جماعت کے دوش بدوش اسلام کی خدمت و اشاعت کے نتیجہ خیز پروگرام میں حصہ دار بنیں۔ خدا تعالےٰ توفیق دے آمین ؛

## قرار دادِ تعزیت بر وفات محترم مرزا البشیر احمد صاحب چغتائی

ہم ممبران انجمن احمدیہ جمشید پور اپنے سابق پریذیڈنٹ محترم مرزا البشیر احمد صاحب چغتائی کی وفات حسرت آیات کی خبر سُن کر بہت ہی مغموم ہیں۔ خاص کر ان کی اچانک وفات کی خبر نے ہم لوگوں کا دل دہلا دیا ہے۔ ہم خداوند قدوس کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ان کو جنت الفردوس کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور اُن کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور صبرِ جمیل عطا فرما دے آمین ثم آمین۔ وہ احمدیت کے ایک قابلِ رشک پروانے تھے اور انہوں نے ہماری جماعت میں احمدیت کی رُوح پھونک کر ہمیں روحانی زندگی بخشی تھی۔

خاکسار: ڈاکٹر سید حمید الدین احمد پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جمشید پور۔

## آل کشمیر احمدیہ کانفرنس سرینگر

### بتاریخ ۲۸، ۲۹، ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء

احباب جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مورخہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ ظہور ۱۳۵۰ ہش بمطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ پیر کو آل کشمیر احمدیہ کانفرنس کا انعقاد سرینگر میں ہوگا لہذا جماعتیں ابھی سے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تیاریاں کریں نیز دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر جہت سے کامیاب بنائے۔

المعلن: خاکسار غلام نبی نیاز صدر آل کشمیر جلسہ کمیٹی۔

## رفتار وصولی چندہ وقفِ جدید

حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ چندہ وقفِ جدید کی وصولی کی رفتار بہت گر گئی ہے۔ اب تک کی وصولی تدریجی وصولی سے بہت کم ہے۔ جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ وصولی چندہ کیلئے اپنی جد و جہد کو تیز کر دیں اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے مطابق جلد از جلد ادائیگی کر کے ممنون فرما دیں۔ ابھی تک بعض دیہاتی اور شہری جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے سالِ رواں کے وعدہ جات کی فہرست دفتر ہذا میں نہیں پہونچی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اس کوتاہی کا ازالہ اس طرح کریں کہ فہرستوں کے ساتھ ہی وعدوں کی رقوم نقد ارسال فرما دیں اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

REGD. No P 67 PHONE NO. 35

The Weekly Badr Qadian

KHILAFAT NUMBER

معارفِ قرآن

# اگر جماعتِ احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی

تو

# خُدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا

## سُورۃ نُور کی آیت "کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ" کی پُر معارف تفسیر

رقم فرمُودہ سیّدنا حضرت اقدس المصلح الموعُود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

"اصل بات جو اِس آیت میں بتائی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جس طرح موسیٰ علیہ السّلام کی قوم کو سنبھالنے کے لئے اُن کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے بعض وجودوں کو ان کی امّت کی خدمت کے لئے چُن لیا تھا اسی طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ بعض ایسے وجود کھڑا کرے گا جو آپ کی اُمّت کو سنبھالیں گے اور یہ مقصد بہ نسبت سابق خلفاء کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے زیادہ پُورا کیا ہے۔ پھر جس طرح موسیٰ علیہ السّلام کے تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسیح ناصریؑ کو مبعوث فرمایا جو موسوی شریعت کی خدمت کرنے والے ایک تابع نبی تھے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور اس طرح اُس تابع نبوت کا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب حال اُمتی نبوت ہے دروازہ کھول دیا اور آپ کے ذریعہ اُس نے پھر آپ کے ماننے والوں میں خلافت کو بھی زندہ کر دیا۔ چنانچہ یہ سلسلۂ خلافت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد شروع ہُوا اور خلافتِ ثانیہ تک ممتد رہا۔ اور اگر جماعتِ احمدیہ میں ایمان بالخلافت قائم رہا اور وہ اس کو قائم رکھنے کے لئے صحیح رنگ میں جدّ و جہد کرتی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ وعدہ لمبا ہوتا چلا جائیگا۔ مگر جماعتِ احمدیہ کو ایک اشارہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے کبھی نہیں بھُولنا چاہیئے اور وہ اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اسی طرح تمہیں خلیفہ بنائیں گے یعنی خلافت کو ممتد کرنے کیلئے پہلوں کے طریقِ انتخاب کو مدِّنظر رکھو۔ اور پہلی قوموں میں سے یہودیوں کے علاوہ ایک عیسائی قوم بھی تھی جس میں خلافت بادشاہت کے ذریعہ سے نہیں آئی بلکہ ان کے اندر خالص دینی خلافت تھی۔ پس کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ میں پہلوں کے طریقِ انتخاب کی طرف بھی توجّہ دلائی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ آپؑ کا الہام ہے "کلیسیا کی طاقت کا نسخہ" (تذکرہ صفحہ ۶۰۷) یعنی کلیسیا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے اس کو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کر دیا تھا الہام میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اس کے قریب قریب تم بھی اپنے نئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔ چنانچہ اس طریق سے قریباً اُنّیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔ عیسائیت کے خراب ہونے کی وجہ سے بے شک انہیں وہ نُور حاصل نہیں ہوتا جو پہلے زمانوں میں حاصل ہُوا کرتا تھا۔ مگر جماعتِ احمدیہ اسلامی تعلیم کے مطابق اس قانون کو ڈھال کر اپنی خلافت کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کے لئے محفوظ کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق مَیں نے آئندہ انتخابِ خلافت کے متعلق ایک قانون بنا دیا ہے۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعتِ احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدّ و جہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا۔ اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۳۹۰)